اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر ۳۵

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ٹیلیفون نمبر ۹۱

شرح چندہ پیشگی
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
بیرون ہند سالانہ

تار کا پتہ: الفضل قادیان

جلد ۲۶ | ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ | یوم جمعہ | مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۶۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

167

ولایت سے تشریف لانے والے احمدی قافلہ کا پرخلوص اور شاندار استقبال

سٹیشن بٹالہ کا اجتماع

بٹالہ ۹ نومبر۔ آج صبح صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب، حضرت مولوی شیر علی صاحب اور جناب مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب درد کا بٹالہ سٹیشن پر شاندار استقبال کیا گیا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنفسِ نفیس بذریعہ کار ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ریلوے سٹیشن بٹالہ پر پہونچ گئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے، جناب مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر دعوۃ وتبلیغ اور بہت سے دیگر اصحاب قادیان سے آگئے تھے۔ نیز بٹالہ اور اس کے قرب وجوار کے دیہات سارچور، اٹھوال، لودی ننگل، دھرم کوٹ بگہ، ونجواں، پارووال، لنگروال، تیجہ کلاں، کھوکھر، قادیان، راجپوتاں، دیالی گڑھ، ننھ غلام نبی، بہبل چک، فیض اللہ چک، چھچھریالہ، وڈالہ بانگر، خان شاہ پور کے احمدی احباب صبح ہی صبح سٹیشن پر اپنے معزز اور محترم مہمانوں کے استقبال کے لئے آگئے تھے۔ ان میں سے بعض جماعتیں ۱۲۔۱۴ اور ۱۴۔۱۶ میل کے فاصلہ سے آئیں اور اس طرح ایک بہت بڑا اجتماع ہو گیا۔

گاڑی ٹھیک وقت پر پہونچی جس کے پہنچنے پر نعرہ ہائے تکبیر، حضرت امیر المومنین، حضرت مولوی شیر علی صاحب، مولانا درد صاحب اور صاحبزادگان زندہ باد کے نعرے بلند کئے گئے۔ گاڑی سے حضرت مولوی شیر علی صاحب، جناب مولوی درد صاحب، صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب علی الترتیب اُترے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے سب کے ساتھ معانقہ فرمایا۔ اور اپنے دست مبارک سے ہر ایک کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ حضور کے بعد جناب مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر دعوۃ وتبلیغ نے سب کے ساتھ معانقہ فرمایا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور قافلہ کے جملہ ممبران کو ہار پہنائے۔

اس کے بعد اہل قافلہ نے تمام اصحاب سے مصافحہ کیا۔ اور پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور جناب ناظر صاحب دعوۃ وتبلیغ گاڑی میں سوار ہو گئے۔

سٹیشن قادیان کا اجتماع

قادیان ۹ نومبر۔ آج $9\frac{1}{2}$ بجے صبح کی ٹرین سے ولایت سے آنے والا قافلہ قادیان کے سٹیشن پر پہونچا۔ جس کے استقبال کے لئے مقامی جماعت کے کئی ہزار مرد، عورتیں اور بچے سٹیشن پر پہونچے ہوئے تھے۔

گاڑی جب سٹیشن پر پہونچی۔ تو نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے گئے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے گاڑی سے اُترنے کے بعد ارکان قافلہ اسی ترتیب سے اُترے۔ جس سے بٹالہ سٹیشن پر اُترے تھے۔ جناب چودھری فتح محمد صاحب ناظر اعلیٰ، جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ اور نواب عبداللہ خان صاحب نے ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ اور پلیٹ فارم پر موجود بہت سے اصحاب سے مصافحہ کرنے کے بعد باہر تشریف لائے۔ جہاں سب اصحاب نے مصافحہ کیا۔ مصافحہ ختم ہونے تک حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ پلیٹ فارم پر ہی رونق افروز رہے۔ پھر حضور کے ہمراہ ارکان قافلہ قصبہ میں آگئے اور مسجد مبارک میں نفل ادا کرنے کے بعد بہشتی مقبرہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کی۔ پھر اپنے گھروں کو تشریف لے گئے۔

ارکان قافلہ کے متعلق مختصر کوائف

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پہلی بار ۱۹ ستمبر ۱۹۳۴ء کو لنڈن تشریف لے گئے۔ جولائی ۱۹۳۶ء میں موسمی رخصتوں پر قادیان آئے۔ اور دوبارہ ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء کو عازم لنڈن ہوئے۔ آپ کے لنڈن جانے کا مقصد یورپ کے حالات اور مدبرین یورپ کے خیالات وافکار سے واقفیت حاصل کرنا تھی۔ جس کے لئے آپ نے پوری کوشش کی۔ اس کے علاوہ آپ نے اکسفورڈ یونیورسٹی سے بی۔ اے آنرز کا امتحان پاس کیا۔ آپ ۲۱ جولائی ۱۹۳۸ء کو لنڈن سے روانہ ہوئے اور ۲۸ جولائی کو قاہرہ پہونچے تھے۔ جہاں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب بی اے مولوی فاضل کے پاس ٹھہر گئے۔ جو ۲۶ جون ۱۹۳۸ء کو قادیان سے تشریف لے گئے تھے اس عرصہ میں دونوں صاحبزادگان نے علم عربی کی سٹڈی کی۔

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ۴ فروری ۱۹۳۷ء کو دوبارہ انگلستان تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے دوران قیام میں آئی۔ سی۔ ایس میں منتخب ہونے کے علاوہ بی اے کا امتحان پاس کیا۔ اور بار ایٹ لا کا امتحان بھی دیا جس کا ابھی نتیجہ نہیں نکلا۔ احباب اس میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب ۲۶ فروری ۱۹۳۶ء کو انگریزی ترجمۂ قرآن کریم کی تیاری کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت خیال تھا۔ کہ شاید وہاں کا سردی کا موسم آپ کی صحت پر ناگوار اثر ڈالے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ رمضان ۱۳۵۷ھ

خطبہ جمعہ

رمضان میں تحریک جدید سے اور تحریک جدید میں رمضان سے فائدہ اٹھاؤ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۴ نومبر ۱۹۳۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ کے فضل نے پھر ہمیں وہ

بابرکت مہینہ

دکھایا ہے۔ جس کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن کہ یہ وہ رمضان مہینہ ہے جس میں قرآن اترا ہے۔ یا جس کے بارے میں قرآن اترا ہے۔ حدیثوں سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر سال رمضان میں جبریل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لاتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ تلاوت قرآن کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جس سال آپ کی وفات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ جبریل رمضان میں ایک دفعہ میرے ساتھ تلاوت قرآن کیا کرتا تھا۔ مگر اس دفعہ دو دفعہ اس نے تلاوت کی ہے۔ جس سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ میری وفات قریب ہے؛

تو جب تک دنیا میں قرآن کریم کی خوبیوں کو تسلیم کرنے والے لوگ باقی ہیں جب تک قرآن کریم کی عظمت لوگوں کے دلوں میں قائم ہے۔ اس وقت تک

رمضان کی عظمت

بھی لازمی طور پر قائم ہے۔ اور دراصل جو مہینہ قرآنی برکات کے نزول کا موجب ہوا ہے۔ اس کی قدر اور اس کی عظمت کا اندازہ ہمارے دل لگا ہی نہیں سکتے۔ معمولی معمولی اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو لوگ عرصہ دراز تک یاد رکھتے ہیں۔ عورتوں کو میں نے دیکھا ہے۔ کہ ان کی ساری تاریخ بچوں کی پیدائش پر ختم ہو جاتی ہے۔ جب پوچھا جائے۔ فلاں واقعہ کب ہوا تو کہیں گی فلاں بچہ کی پیدائش سے چار ماہ پہلے یا چار ماہ بعد۔ گویا ان کے لئے دنیا کی تاریخ کا اندازہ ان کے بچوں کی پیدائش سے ہوتا ہے۔ وہ بچے آگے کس حیثیت کے ہوتے ہیں۔ یہ دوسرا امر ہے۔ بعض دفعہ وہ اچھی حیثیت کے بھی مالک بن جاتے ہیں۔ مگر بعض اوقات وہ اپنی

زندگی سے بھی بیزار

ہوتے ہیں۔ بھوکے مر رہے ہوتے ہیں ان کی اولاد بھی بھوکی مر رہی ہوتی ہے۔ ان کی بیوی کو بھی تن ڈھانکنے کے لئے کافی کپڑا نہیں ملتا۔ ان کے پاس کوئی مکان نہیں ہوتا۔ جس میں وہ رہائش اختیار کر سکیں۔ انہیں کوئی کام نہیں ملتا۔ جس سے وہ اپنا گزارہ کر سکیں۔ اور اگر کام ملتا ہے۔ تو گزارے کے مطابق تنخواہ نہیں ملتی۔ اور اگر کام کے لحاظ سے تنخواہ معقول ملتی ہے۔ تو کھانے والے زیادہ ہوتے ہیں۔ غرض ان کی زندگی

تکلیف اور مصیبت کا ایک غیر متناہی سلسلہ

ہوتی ہے۔ مگر ایک ماں دنیا کے سارے کاموں کی بنیاد انہی کی پیدائش پر رکھتی ہے۔ چاند گرہن اور سورج گرہن عالم سفلی کے ادوار کا ایک عجیب کرشمہ ہیں۔ اور اس عالم کے بڑے بڑے کل پرزوں کی رفتار سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر وہ سورج گرہن اور چاند گرہن کو بھی اپنے بچوں کی پیدائش کے ساتھ ملا دیتی ہیں۔ کہیں گی فلاں سورج گرہن اس وقت ہوا جب فلاں بچہ میرے پیٹ میں تھا۔ یا فلاں چاند گرہن اس وقت ہوا جب میرا فلاں بچہ پیدا ہوا تھا۔ یا اتنے مہینے اس کی پیدائش میں باقی تھے۔ تو ان کی ساری دنیا ان کے بچوں میں ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بچے ان کے ہوتے ہیں۔ پس اگر ایک عورت تمام دنیا کی تاریخ اپنے بچوں کے ذریعہ یاد رکھتی ہے۔ تو ہمیں جس مہینے سے قرآن کا نور ملا۔ اس کی عظمت اور شان کو پہچاننا اور اس کے انوار اور برکات کے حصول کے لئے بے تاب ہو جانا ہمارے لئے جسقدر ضروری ہے۔ وہ ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے؛

غرض رمضان اسلام اور ایمان کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جس شخص کے دل میں بھی

اسلام اور ایمان کی قدر

ہوگی۔ وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان گزر جائیں۔ کتنے ہی سال ہمیں اور ان کو آپس میں جدا کرتے چلے جائیں۔ کتنے ہی دنوں کا فاصلہ ہم میں اور ان میں حائل ہوتا چلا جائے لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان صدیوں اور ان سالوں کو اس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیا ہے۔ اور ہم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہونچ گئے ہیں۔ بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی قریب نہیں۔ چونکہ قرآن خدا تعالے کی طرف سے نازل ہوا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس لئے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس تمام فاصلہ کو رمضان نے سمیٹ سماٹ کر ہمیں

خدا تعالےٰ کے قریب

پہونچا دیا ہے۔ وہ بُعد جو ایک انسان کو خدا سے ہوتا ہے۔ وہ بُعد جو ایک مخلوق کو اپنے خالق سے ہوتا ہے۔ وہ بُعد جو ایک کمزور اور نالائق ہستی کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا سے ہوتا ہے۔ وہ یُوں سمٹ جاتا ہے۔ وہ یوں مٹ جاتا ہے۔ وہ یوں غائب ہو جاتا ہے جیسے سُورج کی کرنوں سے رات کا اندھیرا۔ یہی وہ حالت ہے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ جب رمضان کا مہینہ آئے اور میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں۔ کہ میں انہیں کس طرح مل سکتا ہوں۔ تو تُو انہیں کہدے کہ رمضان اور خدا میں کوئی فرق نہیں۔ یہی وُہ مہینہ ہے جس میں خدا اپنے بندوں کے لئے ظاہر ہؤا۔ اور اس نے چاہا۔ کہ پھر اپنے بندوں کو اپنے پاس کھینچ کرلے آئے۔ اس کلام کے ذریعہ جو

حبل اللہ

ہے۔ جو خدا کا وُہ رسّہ ہے۔ جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا مخلوق کے ہاتھ میں۔ اب یہ بندوں کا کام ہے۔ کہ وُہ اس رسّہ پر چڑھ کر اپنے خدا تک پہونچ جائیں۔ شائد عام طور پر رسّے پر چڑھنے کی قیمت کا اندازہ ہم لوگ نہیں کرسکتے۔ لیکن جہازوں میں یہ اندازہ بہت اچھی طرح ہوسکتا ہے۔ جہازوں میں رسّی کی سیڑھیاں ایک لازمی چیز ہیں۔ جب جہاز کسی بندرگاہ پر پہونچتا ہے۔ تو قانون کے مطابق جہاز کے کپتان کو یہ اجازت نہیں ہوتی۔ کہ وُہ بندرگاہ تک اس جہاز کو لے جائے وُہ چند میل بندرگاہ کی حدود سے باہر جہاز کو کھڑا کر دیتا ہے۔ اور بندرگاہ سے ایک پائلٹ آتا ہے۔ جو بندرگاہ کے رازوں سے واقف ہوتا ہے۔ جب اسکی کشتی جہاز کے قریب پہنچتی ہے۔ تو اوپر سے ایک رسّہ لٹکایا جاتا ہے جس کے ساتھ ایک سیڑھی بھی ہوتی ہے۔ وہ رسّہ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس سیڑھی پر قدم رکھتے ہُوئے اوپر چڑھ جاتا ہے۔ تو رسّے کا صحیح مفہوم جو

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ

میں بیان کیا گیا ہے۔ اسے انسان جہاز میں ہی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح رسے وہاں سیڑھیوں کا کام دیتے ہیں۔ سو قرآن کریم کو اللہ تعالےٰ نے رسّے کے طور پر لٹکایا اور فرمایا۔ تم اس کو پکڑ کر اوپر چڑھ آؤ۔ مگر دیکھنا۔ اکیلے نہ آنا۔ بلکہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا۔ باقیوں کو بھی لپیٹ لپاٹ کر اپنے ساتھ شامل کر لینا۔ اور سب کی گٹھڑی باندھ کر ہمارے پاس لے آنا۔ گویا یہ ایک ایسا دعوت نامہ ہے۔ جو کسی فرد سے مخصوص نہیں۔ بلکہ تمام لوگوں کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ جیسے ایک دعوت نامہ تو یہ ہوتا ہے۔ کہ فلاں وقت آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ اور کھانا تناول فرمائیں۔ اور ایک دعوت نامہ یہ ہوتا ہے۔ کہ فلاں وقت صرف آپ کی ہی نہیں۔ بلکہ آپ کے بیوی بچوں اور ملازموں کی بھی دعوت ہے۔ سو قرآن وُہ دعوت نامہ ہے۔ کہ جس نے بھی اسے کھولا۔ اس نے اس میں یہ لکھا ہؤا نہیں دیکھا۔ کہ صرف تمہاری دعوت ہے۔ بلکہ اس نے یہ لکھا ہؤا دیکھا۔ کہ تمہاری۔ اور تمہارے سب جاننے والوں کی دعوت ہے۔

غرض رمضان آتے ہی

اللہ تعالےٰ کی یاد ہمارے دلوں میں

تازہ کر دیتا ہے۔ اور بتاتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے تمہاری طرف ایک رسّہ پھینکا گیا ہے۔ جو آج بھی لٹک رہا ہے۔ اور آج بھی اس بات کا موقعہ ہے۔ کہ تم اس رسہ کو پکڑ کر اللہ تعالےٰ کے پاس پہنچ جاؤ۔

ابھی ایک دو دن ہُوئے۔ مجھے اسکے متعلق

ایک عجیب کشفی نظارہ

نظر آیا۔ میں سحری کے انتظار میں لیٹا ہؤا تھا۔ کہ میں نے دیکھا۔ جیسے پہاڑوں میں ٹنلز ہوتی ہیں۔ اور ان میں بورنگ کرکے اندرونی طور پر ایک گول سا رستہ تیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مجھے معلوم ہؤا کہ خلا میں ایک گول رستہ بنا ہؤا ہے۔ جو تانگے کی رَیل کے اندرونی سوراخ سے مشابہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ تانگے کی رَیل کا سوراخ چھوٹا ہوتا ہے۔ مگر وہ سوراخ بڑا تھا۔ یا یوں سمجھ لو۔ کہ جیسے آگ جلانے والی پھکنی ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک گول سا سوراخ ہوتا ہے جس سے آر پار نظر آجاتا ہے۔ اسی طرح خلا میں ایک گول رستہ بنا ہؤا ہے اور اس کے ایک طرف خدا تعالےٰ کی ذات بیٹھی ہے۔ اور دوسری طرف میں بیٹھا ہؤا ہوں۔ اور اس میں سے مجھے اللہ تعالےٰ کا اس قدر قرب معلوم ہوتا ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ کائنات کے راز آپ ہی آپ کھلتے چلے جارہے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات اتنی قطعی اور یقینی ہے۔ کہ دُنیا کی تمام چیزیں اس کے مقابلہ میں مشکوک اور مشتبہ نظر آتی ہیں۔ کئی منٹ تک برابر یہی کیفیت مجھ پر طاری رہی۔ اور اس ٹنل کے ایک سرے پر بیٹھے ہوئے اللہ تعالےٰ سے جو اس کے دوسرے سرے پر بیٹھا تھا۔ دل ہی دل میں میں باتیں کرتا رہا۔ اس وقت کی کیفیت ایسی ہی تھی جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مقام پر لکھا ہے۔ کہ سُورج کی ذات میں شبہ ہوسکتا ہے۔ زمین کے وجود میں شبہ ہوسکتا ہے۔ ہمیں اپنے وجود میں شبہ ہوسکتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی ذات میں شبہ نہیں ہوسکتا۔ اسی قسم کی باتیں میں نے اس وقت اللہ تعالےٰ سے کیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے مخاطب ہوکر کہا کہ تیرا وجود ایسا یقینی ہے۔ اور ایسا شکوک کو دور کرنے والا پھر تو کیوں چھپا ہؤا ہے اور کیوں میرے لئے اور اپنے دوسرے بندوں کے لئے کامل تجلی کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتا۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔

اس کشف کا مفہوم

وہی تھا جو اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ کہ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کہ دیکھو رمضان میں اللہ تعالےٰ بندے کے کتنے قریب ہو جاتا ہے۔ بہت دفعہ انسان غلطی سے اس قرب کو محسوس نہیں کرتا۔ جیسے پیٹھ کے پیچھے اگر بالکل قریب آکر بھی کوئی شخص بیٹھ جائے۔ تو انسان معلوم نہیں کرسکتا۔ کہ میرے پیچھے کوئی بیٹھا ہؤا ہے لیکن اگر اس کا مونہہ اس کی طرف پھیر دیا جائے۔ تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ کوئی شخص میرے کتنے قریب بیٹھا ہؤا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ نے ٹنل کا نظارہ دکھا کر مجھ پر ظاہر فرمایا۔ کہ اگر ہم پردہ دور کر دیں۔ تو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو۔ کہ ہم تمہارے کتنے قریب ہیں مگر چونکہ اللہ تعالےٰ اور مخلوق کے درمیان ایک پردہ پڑا ہؤا ہے۔ اس لئے لوگ اس بات کو سرسری نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہیں۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے قرب کو محسوس نہیں کرتے۔ تو رمضان اپنے ساتھ بہت سی برکات لاتا ہے۔ اور اس میں خدا اپنے بندے کے قریب آجاتا ہے۔ اور گو وہ برکات جو رمضان اپنے ساتھ لاتا ہے۔ بہت سی ہیں۔ مگر میں اس وقت چار امور کی طرف احباب کو خصوصیت کے ساتھ توجہ دلا دیتا ہوں۔

اول رمضان میں انسان کو نیکی کی مشقت کی عادت پیدا ہوجاتی ہے۔ دنیا میں انسان محنتیں کرتا ہے۔ اور آوارگی بھی کرتا ہے۔ جو آوارہ لوگ ہوتے ہیں۔ وہ بھی کسی نہ کسی کام میں لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ گپیں ہانکتے ہوں۔ پھر بھی یہ ایک کام تو ہے۔ چاہے وہ اِدھر اُدھر پھرتے ہوں۔ پھر بھی وہ ایک کام تو کر رہے ہوتے ہیں۔ بالکل فارغ نہ انسانی دماغ رہتا ہے اور نہ جسم۔ کچھ نہ کچھ کام انسان ضرور کرتا رہتا ہے۔ مگر بعض لغو کام ہوتے ہیں۔ بعض مضر۔ بعض مفید کام ہوتے ہیں۔ اور بعض بہت ہی اچھے۔ تو رمضان انسان کو ایک ایسے کام کی عادت ڈالتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں نیک کاموں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشقت برداشت کرنے کی عادت

پیدا ہوتی ہے۔

انسانی زندگی کی راحت اور آرام کی چیزیں کیا ہوتی ہیں۔ یہی کھانا پینا سونا اور جنسی تعلقات۔ تمدن کا اعلےٰ نمونہ جنسی تعلقات ہیں۔ جس میں دوستوں سے ملنا اور عزیزوں سے گفتگو کرنا بھی شامل ہے مگر جنسی تعلقات میں سب سے زیادہ قریبی تعلق میاں بیوی کا ہے۔ پس انسانی آرام انہی چند باتوں میں منحصر ہے۔ کہ وہ کھاتا ہے وہ پیتا ہے وہ سوتا ہے اور وہ جنسی تعلقات قائم رکھتا ہے۔ کسی صوفی نے کہا ہے تصوف کی جان

کم بولنا۔ کم کھانا اور کم سونا

ہے۔ اور رمضان اس تصوف کی ساری جان کا نچوڑ اپنے اندر رکھتا ہے۔ کم سونا آپ ہی اس میں آجاتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو تہجد کے لئے اٹھنا پڑتا ہے۔ کم کھانا بھی ظاہر بات ہے۔ کیونکہ سارا دن فاقہ کرنا پڑتا ہے۔ اور جنسی تعلقات کی کمی بھی ظاہر بات ہے۔ پھر کم بولنا بھی رمضان میں آجاتا ہے اس لئے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔ روزہ یہ نہیں کہ تو اپنا منہ کھانے پینے سے بند رکھے بلکہ روزہ یہ ہے۔ کہ تو لغو باتیں بھی نہ کرے۔ پس روزہ دار کے لئے بے ہودہ گو اس سے بچنا۔ لڑائی جھگڑے سے بچنا۔ اور اسی طرح کی اور لغو باتوں سے بچنا ضروری ہوتا ہے۔ اور اس طرح کم بولنا بھی رمضان میں آگیا۔ گویا کم کھانا کم بولنا کم سونا اور کم جنسی تعلقات کرنا یہ چاروں باتیں رمضان میں آگئیں اور یہ چاروں چیزیں نہایت ہی اہم ہیں۔ اور انسانی زندگی کا ان سے گہرا تعلق ہے۔ پس جب ایک روزہ دار ان چاروں آرام و آسائش کے سامانوں میں کمی کرتا ہے۔ تو اس میں مشقت برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ رمضان ہم سے قربانی کراتا ہے نیند کی۔ رمضان ہم سے قربانی کراتا ہے باتوں کی۔ رمضان ہم سے قربانی کراتا ہے کھانے کی اور رمضان ہم سے قربانی کراتا ہے جنسی تعلقات کی۔ اور ان قربانیوں کے نتیجہ میں وہ ہمیں اس بات کی عادت ڈالتا ہے۔ کہ ہم نیکی کے کاموں میں مشقت برداشت کریں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اپنے کسی استاد کا یا کسی اور بزرگ کا یہ قول بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ گیارہ مہینے انسان حرام چھوڑنے کی مشق کرتا ہے۔ مگر بارھویں مہینے

حلال چھوڑنے کی مشق

کرتا ہے۔ یعنی روزوں کے علاوہ دوسرے ایام میں ہم یہ نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے لئے ہم کس طرح حرام چھوڑ سکتے ہیں۔ مگر روزوں کے ایام میں ہم یہ نمونہ دکھاتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے لئے کس طرح حلال چھوڑ سکتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حلال چھوڑنے کی عادت پیدا کئے بغیر دنیا میں حقیقی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں اکثر فساد اس لئے نہیں ہوتے کہ لوگ حرام چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ اکثر فساد اس لئے ہوتے ہیں۔ کہ لوگ حلال کو بھی ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ وہ لوگ بہت ہی کم ہیں۔ جو ناجائز طور پر کسی کا حق دبائیں۔ مگر وہ لوگ دنیا میں بہت زیادہ ہیں۔ جو لڑائی اور جھگڑے کو پسند کرلیں گے مگر

اپنا حق چھوڑنے کے لئے

کبھی تیار نہیں ہونگے۔ وہ کہیں گے یہ ہمارا حق ہے ہم اسے کیوں چھوڑیں سینکڑوں پاگل اور نادان دنیا میں ایسے ہیں جو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے دنیا میں عظیم الشان فتنہ و فساد پیدا کر دیتے ہیں اور اس بات کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ کہ دنیا کا امن برباد ہو رہا ہے۔ حالانکہ اگر وہ ذاتی قربانی کریں۔ تو دنیا سے جھگڑا اور فساد مٹ جائے اور نہایت خوشگوار امن قائم ہو جائے۔ تو رمضان آکر ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ تم حرام ہی نہ چھوڑو بلکہ خدا تعالےٰ کے لئے اگر ضرورت پڑ جائے تو حلال یعنی اپنا حق بھی چھوڑ دو تا دنیا میں نیکی قائم ہو اور خدا تعالےٰ کا نام بلند ہو۔ اس لحاظ سے

رمضان کو تحریک جدید سے ایک گہری مناسبت

ہے۔ میں نے صرف ایک کھانا کھانے کا اصل تحریک جدید میں شامل کیا ہے۔ اب دیکھو وہ کھانے حرام تو نہیں۔ لیکن میں نے تم کو کہا کہ جو چیز حلال ہے۔ اس کو بھی تم چھوڑ دو تا امیر اور غریب کا فرق دور ہو۔ اور تا خدا ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے روپیہ کو بچاتے ہوئے اسے خدمت دین کے لئے خرچ کر سکیں۔ اور تا ہمیں توفیق ملے۔ کہ ہم اپنے نفس کو عیاشی اور آرام طلبی سے بچا سکیں۔ یہی رمضان کی غرض ہے۔ رمضان بھی یہی کہتا ہے کہ آؤ تم خدا تعالےٰ کے لئے حلال چیزوں کو چھوڑ دو۔ بے شک دوسرا کھانا حرام نہیں۔ مگر ہم نے اسے اس لئے چھوڑ دیا ہے۔ تا اس کے ذریعہ ہم بہت بڑا دینی اور دنیوی فائدہ حاصل کریں۔ سادہ غذا کے استعمال کرنے میں نہ صرف دنیوی لحاظ سے فائدہ ہے۔ بلکہ ہماری روح کا بھی اس میں فائدہ ہے۔ اور وہ خلیج جو غربار اور امراء میں حائل ہے۔ وہ اس ذریعہ سے بالکل پاٹی جاتی ہے؟

دوسرا فائدہ رمضان سے یہ ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو

استقلال کی عادت

ڈالی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ نیکی متواتر ایک مہینہ تک چلتی ہے۔ غذا انسان کے ساتھ اس طرح لگی ہوئی ہے۔ کہ اگر ہر انسان کھانے پینے کا اندازہ لگائے تو وہ دیکھ سکتا ہے۔ کہ وہ دن بھر میں دس بارہ دفعہ ضرور کھاتا پیتا ہے۔ دو دفعہ کھانا تو ہمارے ملک میں عام ہے۔ لیکن اس کے علاوہ غربار اور امراء دونوں اس بات کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اگر انہیں میسر آسکے۔ تو تیسرے وقت کا کھانا بھی کھائیں۔ یعنے صبح کا ناشتہ کرلیں۔ کیونکہ اطباء کے تجربہ نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ صبح کچھ نہ کچھ کھانا صحت کے لئے مفید ہوتا ہے پنجابی میں شائد اسے شاہ ویلا کہتے ہیں۔ ایک زمیندار بھی اگر اور نہیں تو چھاچھ ہی پی لے گا۔ یا باسی روٹی ہی کھالے گا۔ اور اگر کسی کو زیادہ توفیق ہوگی۔ تو باسی روٹی اور مکھن کھالے گا۔ ہماری زبان کی کئی ضرب الامثال اس وقت کے کھانے کی تائید میں ملتی ہیں۔ اور جسے میسر آتا ہے وہ علاوہ دو وقت کھانے کے صبح کا ناشتہ ضرور کرتا ہے۔ پس اس طرح تین وقت کھانا ہوگیا۔ اور جو لوگ انگریزی طریق پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ یا شہری زندگی کے عادی ہو چکے ہیں۔ وہ تین وقت کی بجائے چار وقت کھانا کھاتے ہیں۔ یعنے شام کو بھی ناشتہ کرتے ہیں۔ زمینداروں میں سے بھی بعض چار وقت کھاتے ہیں یعنے عصر کے وقت دانے بھنوا کر چبا لیتے ہیں۔ پھر ایک اور کھانا ہے۔ جس کا استعمال انگریزی طرز کے عادی لوگوں میں اور بعض زمینداروں میں بھی پایا جاتا ہے۔ انگریزوں میں وہ سپر کہلاتا ہے۔ یعنی رات کو زیادہ جاگنے پر وہ پہلی شب کے کھانے کے بعد ایک اور ہلکا سا کھانا کھاتے ہیں۔ بعض زمینداروں میں اس کھانے کا رواج اس رنگ میں ہے۔ کہ وہ روزانہ رات کو سوتے وقت دودھ کا ایک گلاس پیتے ہیں۔ اور اسے

طاقت کے قیام کے لئے

ضروری سمجھتے ہیں۔ اس طرح دن رات کے پانچ کھانے ہو جاتے ہیں خاص انگریزی تمدن میں تو چھ کھانے بھی استعمال کر لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ انگریزوں میں یہ رواج ہے کہ علی الصبح چائے بسکٹ استعمال کرتے ہیں۔ اور پھر چائے پی کر سو جاتے ہیں۔ گویا چائے وہ قریباً سحری کے وقت استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بعد صبح کا ناشتہ کرتے ہیں۔ پھر دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں۔ پھر شام کی چائے پیتے ہیں۔ پھر شام کا کھانا کھاتے ہیں اور سوتے وقت طعام شب کا استعمال کرتے ہیں۔

اولاد کے خواہشمند اصحاب

اگر آپ علاج کراتے کراتے مایوس ہو چکے ہوں تو فوراً رسالہ حیات جاوید مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیں جس میں آتشک سوزاک۔ جریان ضعف باہ اور تمام مردانہ امراض کی مفصل ہیئت مکمل علاج اور مجرب نسخہ جات درج ہیں۔ نیز ہندوستان کے ممتاز ترین رسالہ الحکیم کا نمونہ بھی مفت۔

منیجر شفاخانہ چشمہ صحت دفتر الحکیم

موچی دروازہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے علاوہ چار یا پانچ دفعہ انسان کو پانی بھی پینا پڑتا ہے ۔ اس طرح

دس گیارہ دفعہ انسان کھانا پینا ہے

زمیندار بھی اگر زیادہ اعلیٰ کھانا استعمال نہیں کرسکتے ۔ تو اپنی حیثیت کے مطابق مختلف کھانے ضرور استعمال کرتے ہیں ۔ پہلے صبح کو ناشتہ کرتے ہیں ۔ اس کے بعد دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں ۔ پھر عصر کے وقت بعض زمینداروں میں یہ عادت ہوتی ہے ۔ کہ وہ دانے بھنا لیتے ہیں ۔ یا دوپہر کی بچی ہوئی روٹی ہو ۔ تو وہی کھا لیتے ہیں ۔ شام کو پھر کھانا کھاتے ہیں ۔ اور سوتے وقت دودھ پیتے ہیں ۔ چھاچھ یا پانی جو درمیان میں پیتے رہتے ہیں ۔ وہ اس کے علاوہ ہے ۔ گویا غرباء اور امراء شہری اور دیہاتی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عام ایام میں دس بارہ دفعہ کھاتے پیتے ہیں ۔ مگر

رمضان میں تمام کھانے

سمٹ سمٹا کر صرف دو بن جاتے ہیں اسی طرح پانی میں بھی بہت کچھ کمی آجاتی ہے ۔ یعنی اس کے پینے کے اوقات بہت کم ہو جاتے ہیں ۔ گو بعض لوگ روزہ کی افطاری کے وقت اکٹھا ہی اتنا پانی پی لیتے ہیں ۔ جتنا وہ دن بھر میں پیا کرتے ہیں ۔ لیکن پھر بھی پانی پینے کا عرصہ بہت تنگ ہو جاتا ہے یہ کھانے پینے کی جو تنگی ہے ۔ باقی زندگی کے دنوں سے بالکل نرالی ہوتی ہے پہلے بھی بے شک کھانے پینے میں وقفے ہوتے ہیں ۔ مگر وہ اتنے لمبے نہیں ہوتے ۔ جتنے رمضان میں ہوتے ہیں ۔ کھانے پینے کا وقفہ عام طور پر دو تین گھنٹے کا ہوتا ہے مگر رمضان میں اول تو تمام کھانے سمٹ سمٹا کر دو کھانوں پر آجاتے ہیں ۔ اور پھر وقفہ بھی کافی لمبا ہو جاتا ہے ۔ پس رمضان کے ایام میں اپنی عادت کی بہت کچھ قربانی کرنی پڑتی ہے ۔ اور یہ قربانی ایک دن نہیں ۔ دو دن نہیں ۔ تین دن نہیں ۔ ایک مہینہ تک بغیر کسی ناغہ کے کرنی پڑتی ہے ۔ بے شک شام کو انسان روزہ کھول لیتا ہے ۔ مگر دراصل شام کو روزہ کھولنا دوسرے دن کے روزہ کی تیاری ہوتا ہے ۔ کیونکہ ادھر انسان روزہ کھولتا اور کھانا کھاتا ہے ۔ اور ادھر نمازیں پڑھکر اس نیت سے سوجاتا ہے ۔ کہ میں نے پچھلی رات تہجد کے لئے اٹھنا اور پھر روزہ رکھنا ہے ۔ اور یہ طبعی بات ہے ۔ کہ کوئی احساس نیند کے وقت میں نہیں ہوتا کہتے ہیں ۔

سویا ہوا ۔ اور مردہ برابر

ہیں ۔ پس جو اس کے سونے کا وقت ہے ۔ وہ احساس کا نہیں ۔ اور جو اس کے احساس کا وقت ہے ۔ اُسے وہ کلی طور پر روزہ کے لئے وقف کر دیتا ہے ۔ کچھ روزہ رکھتے ہوئے اور کچھ روزہ کی نیت کرتے ہوئے اور اگر اُسے کوئی سفر پیش نہ آجائے ۔ یا اتفاقیہ طور پر بیمار نہ ہو جائے ۔ تو اس کی یہ قربانی مسلسل ۲۹ یا ۳۰ دن چلتی ہے ۔ اور اس طرح اس کے اندر استقلال کا مادہ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اگر روزے رکھنا انسان کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا تو آدمی دو دن روزے رکھتا ۔ اور پھر سانس لینے کی کوشش کرتا ۔ مگر اللہ تعالےٰ نے سانس لینے کی اجازت نہیں دی ۔ بلکہ ایک مہینہ مسلسل مقرر فرما دیا ۔ اور کہہ دیا کہ سانس نہیں لینا

لگاتار روزے

رکھتے چلے جانا ہے پس روزوں سے دوسرا عظیم الشان سبق استقلال کا ملتا ہے ۔ اور یہ بھی تحریک جدید سے ایک گہرا تعلق رکھتا ہے ۔ تحریک جدید میں میں نے جماعت کو توجہ دلائی ہے ۔ کہ ہماری قربانیاں عارضی نہیں بلکہ مستقل ہیں ۔ بے شک قربانیوں کی شکلیں بدل سکتی ہیں ۔ مگر یہ نہیں ہوسکتا ۔ کہ کسی وقت یہ کہا جائے ۔ کہ اب قربانیوں کی ضرورت نہیں رہی ۔ کیونکہ

بغیر مستقل قربانیوں کے

کوئی شخص خدا تعالےٰ کو نہیں پا سکتا ۔ جس شخص کے دل میں بھی یہ خیال آیا کہ میں سانس لے لوں ۔ وہ سمجھ لے ۔ کہ اس کا ایمان ضائع ہوگیا ۔ تم میں سے کئی ہیں ۔ جنہوں نے بڑی دیانتداری کے ساتھ قربانیاں کیں ۔ تم میں سے کئی ہیں ۔ جو خدا تعالےٰ کے حضور چلائے ۔ اور انہوں نے آہ وزاری کی ۔ تم میں سے کئی ہیں ۔ جنہوں نے روزے رکھے تہجد پڑھے ۔ نوافل ادا کئے ۔ اور خدا تعالےٰ کے حضور روئے ۔ اور گڑگڑائے ۔ تم میں سے کئی ہیں ۔ جنہوں نے چندے دیئے ۔ اور اپنے بیوی بچوں کے پیٹ کاٹ کر دیئے ۔ تم میں سے کئی ہیں ۔ جنہوں نے خود بھوکے اور ننگے رہ کر زکوٰتیں دیں ۔ اور دوسرے فرائض ادا کئے ۔ مگر انہوں نے دیکھا ۔ کہ ان قربانیوں کے وہ نتائج انہیں حاصل نہیں ہوئے ۔ جو ایسی قربانیوں کے نتیجہ میں ملا کرتے ہیں ۔ اور جن کی وہ امید لگائے بیٹھے تھے ۔ اس کی وجہ یہی ہے ۔ کہ انہوں نے قربانی تو کی مگر استقلال سے قربانی نہیں کی ۔ ان کا جوش ایسا ہی تھا ۔ جیسے عوام الناس جب کوئی پرجوش تقریر سنتے ہیں ۔ تو لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد ہی جب دیکھا جائے ۔ تو ان کے دل بالکل ٹھنڈے ہو چکے ہوتے ہیں ۔ اور ان میں کوئی گرمی نہیں ہوتی ۔ اگر ان قربانیوں کا محرک حقیقی اخلاص اور حقیقی جوشش ہوتا ۔ تو چاہیئے تھا ۔ کہ وہ اپنی قربانیوں میں بڑھتے چلے جاتے ۔ اور کسی واعظ اور کسی یاد دلانے والے کی ضرورت محسوس نہ کرتے ۔ کیونکہ حقیقی محبت جوشش دلانے سے تعلق نہیں رکھتی ۔ اور نہ وہ عارضی ہوتی ہے ۔ بلکہ

حقیقی محبّت

استقلال سے تعلق رکھتی ہے ۔ تم اپنے بچے سے محبت کرتے ہو ۔ مگر کیا تم بچوں سے محبت کرنے کے لئے کسی کے یاد دلانے کی ضرورت محسوس کیا کرتے ہو ۔ کیا تم نے کبھی محسوس کیا ۔ کہ سال دو سال گزرنے کے بعد اپنے بچہ کی محبت تمہارے دل میں کم ہونی شروع ہوگئی ہو ۔ اور تمہیں اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی ہو ۔ کہ کوئی واعظ آئے اور تمہیں جگائے ۔ اور کہے کہ اپنے بچہ سے محبت کرو ۔ آخر دنیا میں اسّی نوّے فیصدی لوگ شادیاں کرتے ہیں اور ان کی اولاد بھی ہوتی ہیں ۔ بعض مریض اخلاقی یا مریض جسمانی شادی نہیں بھی کرتے ۔ مگر وہ بہت کم ہیں ۔ مریض اخلاقی سے میری مراد وہ بدکار لوگ ہیں ۔ جو کہتے ہیں ۔ کہ ہمیں شادی کی کیا ضرورت ہے ۔ ہم بغیر شادی کے اپنا گزارہ کر لیتے ہیں اور مریض جسمانی وہ لوگ ہیں ۔ جن کی جسمانی طاقت شادی کی متحمل نہیں ہوتی ان کو اگر مستثنےٰ بھی کر دیا جائے ۔ تو اسّی نوّے فیصدی لوگ شادیاں کرتے ہیں ۔ اور ان کے بچے بھی ہوتے ہیں کیا اتنی بڑی اکثریت کو کبھی تم نے دیکھا ۔ کہ ان میں بچوں کی محبت کبھی کم ہوگئی ہو ۔ اور وہ اس بات کے محتاج ہوئے ہوں ۔ کہ انہیں یاددہانی کرائی جائے ۔ اور کہا جائے ۔ کہ اپنے بچوں سے محبت کرو ۔ تمہاری محبت ان سے کم ہوگئی ہے ۔ اگر ایک بھی مثال ہمیں ملتی ۔ تو ہمارے نفس بہانہ کرسکتے تھے ۔ کہ اللہ تعالےٰ کی محبت پیدا کرنے اور اس کے دین کے لئے قربانیاں کرنے کے لئے بھی ہمیں یاددہانی کی ضرورت ہے ۔ مگر ہمیں تو ایک مثال بھی ایسی نظر نہیں آتی ۔ کیا تم نے کبھی کوئی ماں دیکھی ۔ جس کو اپنے بچہ سے محبت نہ ہو ۔ اور اُسے کسی مولوی یا پنڈت ۔ یا پادری کے وعظ کی ضرورت ہو ۔ کبھی تم نے دیکھا ۔ کہ ماؤں کے سامنے مولوی یہ لیکچر دے رہے ہوں ۔ کہ اے مسلمان ماؤں ۔ اپنے بچوں سے محبت کرو ۔ یا پنڈت ہندو عورتوں کے سامنے یہ تقریریں کر رہے ہوں ۔ کہ ماؤں کو اپنے بچوں سے محبت کرنی چاہیئے ۔ یا پادری عیسائی عورتوں کو تلقین کر رہے ہوں ۔ کہ اے ماؤں اپنے بچوں سے محبت کرو ۔ یا کبھی تم نے دیکھا ۔ کہ قومی تحریک کے نام سے یہ تحریک اٹھی ہو ۔ کہ

ماؤں کے دلوں میں بچوں کی محبت

پیدا کی جائے ۔ یا کبھی تم نے دیکھا ۔ کہ گورنمنٹ نے ایسی کتابیں تصنیف کی ہوں ۔ جن میں یہ لکھا ہو ۔ کہ ماؤں کو بچوں سے محبت کرنی چاہیئے ۔ تم نے دنیا میں ایسا کبھی نہیں دیکھا ۔ اس لئے کہ ایسے وعظ کی کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آتی ۔

بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں اسے اپنے گلے سے چمٹا لیتی ہے۔ اور پھر اسے چمٹائے چلی جاتی ہے۔ وہ بعض دفعہ ناراض بھی ہوتی ہے۔ اور ناراض ہونا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ مگر اس کی ناراضگی بھی اس کی محبت کو نہیں چھڑا سکتی۔ سوائے اسکے کہ کوئی دوسرا زبردست جذبۂ محبت اس محبت کے مقابلہ میں آجائے۔ جیسے کوئی دیندار باپ اپنے اس بیٹے سے جو خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہو قطع تعلق کر لیتا ہے۔ اور وہ خدا کی محبت کے لئے اپنے دل کے ٹکڑے کو کاٹ کر پرے پھینک دیتا ہے۔ مگر باوجود اس کے یہ غیرت کا جذبہ اس کی محبت کو مٹاتا نہیں۔ وہ اس جذبہ کو چھپا دیتا ہے۔ انسانی نگاہوں سے اوجھل کر دیتا ہے۔ مگر اسے جڑ سے اکھیڑ نہیں سکتا۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک دیندار باپ اپنے بے دین بچہ سے محبت کا اظہار خدا تعالیٰ کی محبت کے لئے چھوڑ دے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ محبت کا جذبہ کلیتہً مفقود ہو جائے۔ باوجود اس کے کہ وہ ظاہری طور پر اس سے محبت نہیں کرتا۔ اس کا دل کڑھتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ دعا کرتا رہتا ہے۔ کہ اے خدا تو میرے بچہ کو بچا۔ وہ بعض دفعہ اسے دیکھنا بند کر دیتا ہے۔ اس سے ملنا جلنا بند کر دیتا ہے۔ اس کے ساتھ کھانا پینا بند کر دیتا ہے۔ اسے خرچ دینا بند کر دیتا ہے۔ اس کے گھر میں رہنا بند کر دیتا ہے یا اسے اپنے گھر میں رہنے دینے سے انکار کر دیتا ہے۔ مگر اس کے دل کا زخم ایک ناسور کی طرح رستا رہتا ہے۔ اور اس کی موت تک یہی حالت رہتی ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے رو رو کر کہتا رہتا ہے۔ کہ اے خدا میں نے تیرے لئے اپنے بچہ کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اپنے فضل سے اسے پھر مجھے واپس دلا دے۔ تو

حقیقی نفرت

ایک باپ کو اپنے بچہ سے یا ایک ماں کو اپنے بیٹے سے کبھی نہیں ہو سکتی جب ماں باپ غصے بھی ہوں گے۔ تب بھی اس کی تہ میں محبت کا جلوہ کارفرما ہوگا۔ او زیادہ سے زیادہ اگر ہوگا تو یہی کہ ایک بڑی محبت چھوٹی محبت کو دبا دے گی مگر وہ اسے مار نہیں سکتی۔ اسے کچل نہیں سکتی اسے مٹا نہیں سکتی۔ تو جہاں حقیقی تعلق ہوتا ہے وہاں وقفہ نہیں پڑتا۔ بلکہ دائمی محبت اور دائمی قربانی کی روح کام کرتی نظر آتی ہے۔ مگر جہاں محبت کی کمی ہوتی ہے۔ وہاں قربانیوں میں وقفے پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس اگر تمہاری قربانیوں نے کوئی نیک نتائج پیدا نہیں کئے۔ تو سمجھ لو کہ تمہارا خدا تعالیٰ سے عارضی تعلق تھا۔ اور جب تم نے کسی عارضی تحریک کے ماتحت قربانی کی۔ تو اس کا وہ نتیجہ کس طرح پیدا ہو سکتا تھا۔ جو دائمی قربانی کے نتیجہ میں پیدا ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا۔ کہ فلاں بڑا عبادت گزار ہے کیونکہ اس نے چھت میں ایک رسہ لٹکا رکھا ہے۔ جب نماز پڑھتے پڑھتے اسے نیند آنے لگتی ہے۔ تو رسہ پکڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ کوئی عبادت نہیں۔ عبادت وہی ہے جس میں انسان کو

دوام اور استقلال

نصیب ہو۔ پس بے شک تم میں سے بعض نے بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ مگر جب تم نے ان قربانیوں کے بڑے نتائج نہیں دیکھے تو سمجھ لو۔ کہ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ تم میں استقلال نہ تھا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ تم میں حقیقی محبت نہ تھی۔ ورنہ اگر تمہارے اندر حقیقی محبت ہوتی۔ تو یقیناً تمہاری نمازیں اور تمہارے روزے اور تمہاری زکوٰتیں اور تمہارے حج اور تمہارے چندے بہت زیادہ شاندار اور اعلےٰ نتائج پیدا کرتے۔ اور تم اپنی موت سے پہلے اپنے خدا کو دیکھ لیتے۔ اور تمہاری موت شبہ کی موت نہ ہوتی۔ بلکہ مرتے وقت انتہائی راحت اور آرام کی گھڑی تمہیں نصیب ہوتی۔

موت کیا ہے

ایک نہایت ہی خطرناک راہ۔ جس طرح ایک اندھیرے کنوئیں میں چھلانگ لگانیوالا یہ نہیں جانتا کہ اس کنوئیں کی تہ میں سانپ یا بچھو ہیں یا آراستہ و پیراستہ محلات اسی طرح مرنے والا نہیں جانتا کہ موت کے بعد اس کے لئے آرام دہ زندگی اس کا انتظار کر رہی ہے۔ یا تکلیف اور مصیبت کی گھڑیاں اسے اپنی طرف بلا رہی ہیں۔ وہ چھلانگ لگاتا ہے مگر ایک گھنٹہ کے لئے نہیں ایک دن کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے۔ وہ جانتا ہے کہ اس موت کے بعد اس کے لئے کوئی لوٹنا نہیں وہ جانتا ہے کہ پھر کبھی وہ اس جہان میں واپس نہیں آسکتا۔ پس اگر اس موت کے بعد عذاب ہے تو ہمیشہ کے لئے عذاب ہے۔ اور اگر اس موت کے بعد راحت ہے تو ہمیشہ کے لئے راحت ہے۔ اس بات کو جانتے ہوئے وہ چھلانگ لگاتا ہے۔ اور وہ بھی خود نہیں بلکہ اسے مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ اس میں کود دے۔ پس جب وہ انسانی نظروں سے ہمیشہ کے لئے پوشیدہ ہو رہا ہوتا ہے جب وہ اس جہان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ رہا ہوتا ہے۔ اگر اس وقت جیسا کہ قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ فرشتے آئیں اور اسے کہیں کہ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ تمہارا انتظار کر رہا ہے تو دیکھو اس کی موت کی گھڑی خوشی سے کس قدر لبریز ہو جائے گی۔ یقیناً اس وقت کی خوشی کے مقابلہ میں اگر سارے جہان کی خوشیاں بھی ملا کر رکھ دی جائیں۔ تو وہ بالکل بے حقیقت ہوں گی۔ کیونکہ دنیا میں ہر خوشی کے ساتھ یہ بھی یقین ہوتا ہے۔ کہ یہ خوشی جلد ہی زائل ہو جائے گی۔ مگر وہ خوشی ایسی ہے۔ جس کے متعلق اسے یہ یقین ہوگا کہ وہ کبھی زائل نہیں ہو سکتی۔ پس

موت کے وقت کی ایک منٹ کی خوشی

بھی ساری زندگی کی خوشیوں سے ہزاروں گنے زیادہ خوشی کا موجب ہے۔ اور اگر یہ خوشی کسی کو نصیب ہو جائے۔ تو وہ نہایت اطمینان سے اپنی جان اپنے خدا کے سپرد کرے گا۔ کیونکہ وہ سمجھیگا۔ کہ میرا خدا مجھ سے راضی ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں کس قدر تکلیف اور دکھ کی وہ موت ہے جس میں ایک طرف انسان اپنے بیوی بچوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے کہ انہیں وہ اکیلا چھوڑے جا رہا ہے۔ اور انکا کوئی نگران و پرسان حال نہیں۔ اور دوسری طرف اسے خود یہ پتہ نہیں ہوتا۔ کہ نہ معلوم میرے لئے دائمی آرام اور راحت کا سامان تیار ہے یا دائمی دکھ اور عذاب کا سامان تیار ہے۔ اسکی وہ گھڑیاں کتنے شک اور شبہ کی گھڑیاں ہوں گی اور وہ کس قدر دکھ اور تکلیف محسوس کر رہا ہوگا جو شخص اس دُبدھا اور شک کو دور کرے اس سے زیادہ کامیاب اور اس سے زیادہ خوش نصیب اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تو تحریک جدید بھی استقلال سکھانے کے لئے ہے اور رمضان بھی لوگوں کے اندر استقلال کا مادہ پیدا کرتا ہے۔

پس تم

رمضان سے سبق

حاصل کرتے ہوئے استقلال والی نیکی اختیار کرو۔ اور اپنی وہ حالت نہ بناؤ کہ کبھی کھڑے ہو گئے۔ اور کبھی گر گئے۔ کم سے کم چند نیکیاں تو اپنے اندر ایسی پیدا کرو۔ جن میں تم مستقل ہو۔

کیا یہ ممکن ہے

کہ مریضوں کا معائنہ کئے بغیر محض ان کے حالات پڑھ اور سنکر مرض کی تشخیص صحیح اور کامیاب علاج ہو سکتا ہے ہاں ضرور ہو سکتا ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ آجتک سینکڑوں مریض عورتیں مجھ سے غائبانہ تشخیص اور علاج کرا کر کامل صحت حاصل کر چکی ہیں۔ جن کو یقین نہ ہو وہ کسی پیچیدہ سے پیچیدہ مرض کی مریضہ کے حالات لکھ کر عاجزہ کی صحیح تشخیص کا تجربہ اس طرح کر سکتے ہیں۔ کہ میرے فیصلہ اور نتیجہ کو لائق سے لائق ڈاکٹروں اور طبیبوں کے سامنے پیش کر کے تصدیق کرالیں۔ اس امتحانی صورت میں بلا فیس مفت مشورہ دیا جائے گا۔

زینب خاتون سند یافتہ (طبیبہ کاملہ) پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ شاہدرہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جن کو تم کسی صورت میں چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو۔ بیشک انسان کے لئے ہر وقت نیکی کے قدم مختلف ہوتے ہیں۔ اور ہر لحظہ اسے نیکی کرنی چاہیئے۔ مگر کم سے کم کچھ نیکیاں ایسی ضرور ہونی چاہیئے۔ جنکے متعلق انسان یہ کہہ سکے کہ میں نے جب سے انہیں کرنا شروع کیا ہے۔ کبھی انہیں نہیں چھوڑا۔ ایک مومن کو کم سے کم یہ ضرور کہنا چاہیئے۔ کہ میں نے جب سے نماز پڑھنی شروع کی ہے کبھی کوئی نماز نہیں چھوڑی۔ میں نے جب سے روزے رکھنے شروع کئے ہیں۔ کبھی کوئی ایسا روزہ نہیں چھوڑا جو شرعی طور پر میرے لئے رکھنا ضروری تھا۔ اور کبھی مالی قربانی سے احتراز نہیں کیا جس کا پیش کرنا ہمارے لئے ضروری تھا۔ اسی طرح عورتیں بھی اپنے اندر استقلال والی نیکی پیدا کر کے کہہ سکتی ہیں۔ کہ ہم نے ان دنوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے جن میں شریعت نے ہمیں رخصت دی ہوئی ہے کبھی کوئی نماز نہیں چھوڑی یا کبھی کوئی مالی قربانی کا موقع ایسا نہیں نکلا جس میں ہم نے حصہ نہ لیا ہو۔ اگر

کم سے کم یہ تین نیکیاں

ہی انسان میں پیدا ہو جائیں۔ یعنی عبادت کے ذریعہ خدا تعالےٰ کے قرب میں بڑھنا مالی خدمات کے ذریعہ مخلوق خدا کو نفع پہنچانا۔ اور روزہ کے ذریعہ اپنے جذبات اور احساسات کی قربانی کرنا۔ تو وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ تین ایسی عظیم الشان نیکیاں مستقل طور پر میرے اندر پائی جاتی ہیں۔ جن کے ہوتے ہوئے کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ میرے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت نہیں میں نے اپنی مرضی اور اختیار سے کبھی کوئی نماز نہیں چھوڑی میں نے اپنی مرضی اور اختیار سے کبھی کوئی روزہ نہیں چھوڑا۔ اور کبھی کوئی چندہ کا موقع ایسا نہیں نکلا جس میں میں نے حصہ نہیں لیا۔

اگر ان تین نیکیوں پر کسی شخص کا قدم مضبوطی سے قائم ہو۔ اور باقی نیکیوں میں اس کا قدم کبھی ڈگمگا بھی جائے تو کم سے کم وہ یہ ضرور یقین رکھے گا۔ کہ میرا ان تین نیکیوں کے عوض جنت میں مکان ضروری ہے۔ اور کوئی نہ کوئی ٹھکانہ میرا وہاں موجود ہے کیونکہ

ہر مستقل نیکی جنت کا ایک مکان ہے

بیشک وہ شخص بہت زیادہ خوش قسمت ہے۔ جس کے جنت میں کئی محل ہوں۔ مگر جس کا ایک محل ہو۔ وہ بھی تو خوش قسمت ہے۔ دنیا میں ہزارہا نیکیاں ہیں۔ جن کا استقلال سے بجالانا جنت میں مختلف محلات تیار کر دیتا ہے۔ مگر ادنیٰ نیکی یہ ہے۔ کہ روزہ کے ذریعہ اپنے جذبات کا ہدیہ خدا تعالےٰ کے حضور پیش کیا جائے نماز کے ذریعہ اسکے قرب کو تلاش کیا جائے اور مالی قربانیوں کے ذریعہ بنی نوع انسان کے حقوق ادا کئے جائیں۔ اگر کوئی شخص استقلال کے ساتھ بغیر ناغہ۔ بغیر وقفہ۔ بغیر تنزل اور بغیر قدم ڈگمگانے کے یہ نیکیاں کرتا ہے۔ اور کرتا چلا جاتا ہے۔ تو ہم اس کے متعلق یقین کر سکتے ہیں۔ کہ اس کے نفس کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ اور اس کی موت کی گھڑیاں ڈبڈبا اور شک کی گھڑیاں نہیں ہوں گی۔ یہ تین زبردست شاہد ہیں۔ جو ایک انسان کے ایمان کی شہادت دینے کے لئے کافی ہیں دنیوی عدالتوں میں بعض جگہ دو اور بعض جگہ چار گواہ کافی سمجھے جاتے ہیں۔ الہٰی عدالت میں بھی ان تین گواہوں کی گواہی رد نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ اگر ان کے ساتھ کوئی چوتھی نیکی بھی ملا لی جائے تو یقیناً وہ اللہ تعالےٰ کی محبت کا وہ بہترین ثبوت پیش کرے گا۔ جو کسی قضا میں خطا نہیں جاتا اور کہیں ناکام نہیں ہوتا۔

تیسرا سبق ہمیں رمضان سے یہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ کوئی بڑی کامیابی بغیر مشقت برداشت کئے حاصل نہیں ہو سکتی۔ جس کا اظہار لعلکم تتقون میں کیا گیا ہے۔ گویا رمضان جہاں ہمیں یہ بتاتا ہے۔ کہ کوئی قربانی استقلال کے بغیر قبول نہیں ہوتی وہاں ہمیں وہ یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ بغیر مشقت برداشت کئے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی اور وہ شخص جو چاہتا ہے۔ کہ بغیر مشقت برداشت کئے دین و دنیا میں کامیابی حاصل کرے۔ وہ پاگل اور احمق ہے۔ اور اسے کسی جگہ بھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

آج ہمارے سامنے دنیا کی تین قومیں موجود ہیں۔ جن میں سے دو ہمارے سامنے گریں اور پھر ہمارے سامنے ہی بلند ہوئیں۔ اور ایک جو پہلے سے کمزور تھی۔ مگر ہماری زندگیوں میں بیدار ہوئی اور اس نے ترقی کی۔ ہم میں سے وہ لوگ۔ جو تیس چالیس سال عمر کے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ قومیں ان کی آنکھوں کے سامنے گریں اور پھر ان کی آنکھوں کے سامنے ہی اٹھیں۔ وہ اٹلی اور جرمنی ہیں۔ اور جو پہلے کمزور تھی اور دیکھتے دیکھتے بڑھ گئی۔ جاپان ہے۔

جرمنی قوم

ہماری آنکھوں کے سامنے ۱۹۱۸ء میں گری ۱۹۲۴ء میں اس نے اٹھنا شروع کیا اور ۳۵ء یا ۳۶ء میں وہ منتہائے طاقت کو جا پہنچی۔ لیکن کن قربانیوں کے ساتھ۔ ایسی قربانیوں کے ساتھ جو ایک یا دو نے نہیں۔ بلکہ سارے ملک نے کیں۔ ہماری جماعت بھی قربانیاں کرتی ہے لیکن ان قربانیوں کو اگر دیکھا جائے۔ جو جرمن قوم نے کیں تو ایک نقطۂ نگاہ سے ہماری قربانیاں ان کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہو جاتی ہیں۔ گو ایک دوسرے نقطۂ نگاہ سے ہماری قربانیاں ان سے بڑھی ہوئی ہیں۔ اخلاقی لحاظ سے ہماری قربانیاں بڑی ہیں۔ اور عملی لحاظ سے ان کی قربانیاں بڑی ہیں

کارخانہ اسلامی بھائیونکی دوکان کے تحفے

غیر مسلموں کے مقابلہ میں اسلامی بھائیوں کی دوکان رجسٹرڈ واقع کشمیری بازار لاہور کے بے نظیر تحفے ہمیشہ استعمال فرماویں۔

175

چنن آملہ ہیئر آئل رجسٹرڈ یہ تیل یونانی ادویات اور طب جدید کے اصولوں کے مطابق خاص کیمیاوی طریق سے روغن کدو اور سرسوں میں تیار کیا جاتا ہے۔ جو کہ بالوں کو سیاہ جلد کو نرم خشکی کو دور۔ دماغ کو قوت اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا ہے۔ بالوں کو گرنے سے بچاکر لمبا۔ خوشنما اور سیاہی پیدا کرنا۔ نزلہ و زکام کو دور کرنا۔ اس تیل کا خاص وصف ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت نہایت ہی کم رکھی گئی ہے۔ امید ہے۔ کہ ایک بار ضرور استعمال فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کریں گے۔ قیمت فی سیر مبلغ للعہ چار روپے۔ بوتل مبلغ تین روپے آدھا ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ پوا بارہ آنہ۔ نمونہ کی شیشی چار آنہ

گلزار سینٹ فلاور موسم بہار کے تازہ اور چیدہ چیدہ پھولوں کی روح زمانہ حال کی خوشبوؤں کا شہنشاہ جو کہ منٹ منٹ کے بعد اپنی خوشبو کو بدلتا ہے۔ اور خوشبو کئی روز تک قائم رہتی ہے۔ قیمت فی تولہ عہ شیشی کلاں بارہ آنہ۔ نمونہ چار آنہ۔ اس کے علاوہ ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے عطریات۔ روغنیات کریم۔ سنو۔ سرخی۔ پوڈر۔ صابون وغیرہ بازار سے مقابلتاً ارزاں فروخت ہوتے ہیں۔ فہرست طلب کرنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے۔

کارخانہ اسلامی بھائیونکی دوکان رجسٹرڈ پرفیومر کشمیری بازار لاہور

ہمارے آہنی خراس (بیل چکی) پر

اڑھائی سو ۲۵۰ روپیہ سرمایہ لگا کر پچاس روپیہ ماہوار منافع حاصل کیجئے

تفصیلی حالات اور قیمتیں معلوم کر کے آپ یقیناً خوش ہونگے۔ چھوٹے پیمانہ پر آٹے کی پسائی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اعلیٰ میٹریل اور بہترین نگرانی میں تیار ہو کر اطراف ملک سے بکثرت طلب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں مشہور آفاق ... فلور ملز ... کے ... جات ... روغن ... اور چاولوں کی مشینیں۔ زراعتی آلات و دیگر مشینری منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب کیجئے

اصلی اور نقلی مال کی شناخت کا آزمودہ پتہ

ایم۔ اے رشید اینڈ سنز انجنیئرز بٹالہ پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہوں نے اپنے کھانے پینے پہننے اور قریباً زندگی کے ہر عمل پر ایسی حد بندیاں لگائی ہوئی ہیں۔ جن کو سن کر حیرت ہوتی ہے اور کوئی شخص ان حد بندیوں کو نہیں توڑ سکتا۔ گورنمنٹ ایک قانون بنا دیتی ہے اور تمام لوگوں کو کیا مرد اور کیا عورتیں اور کیا بچے اس قانون کی اتباع کرنی پڑتی ہے۔ اور رات دن وہ قربانیاں کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے یقیناً ان کی قربانیاں بہت زیادہ ہیں۔ لیکن ایک لحاظ سے ہماری قربانیاں ان سے بڑھی ہوئی ہیں اور وہ اس طرح کہ ان کو طاقت کے زور چلایا جاتا ہے۔ اور ہم میں سے ہر شخص اخلاص اور اپنی مرضی سے قربانی میں حصہ لیتا ہے اور اصل قربانی در اصل وہی ہوتی ہے جو اپنی رضا اور اپنی مرضی سے کی جائے۔ پس اخلاق اور مذہبی لحاظ سے ہماری قربانی ان سے بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ مرضی سے قربانی کرنا ہی اصل قربانی ہے۔ وہ قربانی جو جبر اور زور سے کرائی جائے وہ قربانی نہیں کہلا سکتی۔ پس جرمن قوم کی قربانی جرمن قوم کی نہیں کہلا سکتی وہ در اصل ان افراد کی قربانی ہے جو تمام ملک کو بعض خاص اصول کے ماتحت چلا رہے ہیں۔ پس وہ جرمن قوم کی قربانی نہیں بلکہ ہٹلر اور اس کے ساتھیوں کی ہے جو اپنی قوم سے زور اور جبر سے قربانی کرا رہے ہیں۔ اور خود قربانیاں کر رہے ہیں۔ پہلے وہ کسی نہ کسی بہانہ سے آگے آ گئے اور جب انہیں حکومت پر تصرف حاصل ہو گیا۔ تو انہوں نے جبر سے ایسی طرز پر قوم کو چلانا شروع کیا۔ جس کے نتیجہ میں ان کی قوم کو بہت بڑی ترقی حاصل ہو گئی۔ پس اس میں جرمن قوم کی اتنی قربانی نہیں۔ جتنی ہٹلر اور اس کے ساتھیوں کی ہے۔ مگر عملی لحاظ سے جو تکلیفیں انہوں نے اٹھائی ہیں وہ ہماری جماعت نے بالکل نہیں اٹھائیں۔ انہیں کھانے اور پینے کے متعلق بھی اس قدر پابندیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ جس قدر کہ ہم لوگوں کو سارے شعبہ ہائے زندگی میں برداشت نہیں کرنی پڑتیں۔ کبھی شکر پر پابندی لگتی ہے۔ کبھی گھی پر کبھی تیل پر کبھی گوشت پر کبھی آٹے پر اور انہیں وہ پابندیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض ایام میں ان پر یہ پابندی بھی کی گئی۔ کہ خالص آٹا نہ کھائیں۔ بلکہ اس کے اندر ایک خاص مقدار میں لکڑی کا برادہ ملا کر کھائیں۔ انہوں نے یہ سب کچھ برداشت کیا اور بہتوں نے خوشی سے برداشت کیا۔ اسی طرح لباس پر پابندیاں عائد ہیں۔ حکم دیا جاتا ہے۔ کہ فلاں کپڑا پہننا ہے مگر فلاں نہیں پہننا کیونکہ فلاں ملک سے جہاں ممنوع کپڑا بنتا ہے۔ ہمارے تعلقات اچھے نہیں اور معاً تمام ملک کے کپڑے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب مکان تعمیر ہوتے ہیں تو سامانوں پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔ کہ فلاں سامان استعمال کیا جائے اور فلاں سامان استعمال نہ کیا جائے۔ غرض رات دن ان کے کھانے پینے پہننے اور سونے پر پابندیاں عائد رہتی ہیں۔ حتیٰ کہ جرمن حکومت نے کتابوں پر بھی پابندیاں عائد کی ہوئی ہیں۔ کہ فلاں کتابیں پڑھنی ہیں۔ اور فلاں نہیں پڑھنی۔ اور تمام قوم چپ چاپ ان پابندیوں کو قبول کرتی چلی جاتی ہے پس عملی لحاظ سے ان کی تکلیف بہت زیادہ ہے مگر ان کی مشکلات ایسی ہی ہیں۔ جیسے ایک قیدی کو مشکلات میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اب ایک قیدی بھی سادہ غذا کھاتا ہے مگر تم کبھی نہیں کہہ سکتے کہ فلاں قیدی نے بڑا ایثار کیا وہ سادہ غذا کھاتا ہے کیونکہ قیدی کو مجبور کر کے سادہ کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اسی طرح جرمن قوم کی تعریف نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ جبر سے اس سے قربانیاں کرائی جاتی ہیں۔ لیکن تمہاری تعریف کی جائے گی۔ کیونکہ تم نے **خدا تعالیٰ کیلئے اپنے نفس پر پابندیاں** عائد کیں۔ پس گو ان کی تکلیف زیادہ ہے۔ مگر ان کا ثواب کم ہے۔ کیونکہ طاقت اور قانون کے زور سے ان سے یہ قربانیاں کرائی جا رہی ہیں۔ اور گو تمہاری تکلیف کم ہے۔ مگر تمہارا ثواب زیادہ ہے۔ کیونکہ تم اپنی مرضی سے خدا تعالیٰ کے لئے قربانیاں کر رہے ہو۔ لیکن بہرحال اس کا فائدہ انہیں پہنچ گیا۔ اور گو طاقت اور قانون حکومت کے ڈر سے انہوں نے قربانیاں کیں لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دس سال کے اندر اندر ایک مردہ قوم ترقی کر کے معراج کمال تک پہنچ گئی۔ یہی حال اٹلی کا ہے۔

اٹلی کی قوم

بھی مردہ تھی۔ مگر اس نے بھی مشقتوں کا اپنے آپ کو عادی بنا کر اور متواتر قربانیاں کر کے نہ صرف اپنی کھوئی ہوئی عزت حاصل کی۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ دبدبہ اور رعب حاصل کر لیا۔

اسی طرح جاپان

بھی مردہ تھا۔ مگر جب ان میں قربانی کی روح پیدا ہو گئی تو وہ بھی ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہو گیا۔

تو رمضان میں قربانی اور استقلال کے ساتھ قربانی کا سبق مومنوں کو سکھایا جاتا ہے۔ اور انہیں مشقت برداشت کرنے کا عادی بنایا جاتا ہے۔ اگر اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور تحریک جدید کے مطالبات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ تو یقیناً وہ اہم ثمرات پیدا ہونگے جو الٰہی قوموں کی جدوجہد کے نتیجہ میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ ہمارے ثمرات یقیناً دیر کے بعد آنے والے ہیں اور ہماری مثال اٹلی اور جرمن اور جاپان کی سی نہیں۔ وجہ یہ کہ اٹلی اور جرمنی اور جاپان نے ملکوں کو فتح کیا۔ مگر ہم نے دلوں کو فتح کرنا ہے اور دلوں کو فتح کرنا ملکوں کے فتح کرنے سے زیادہ مشکل ہوا کرتا ہے۔ پس ہماری فتح گو یقینی ہے مگر وہ کچھ دیر کے بعد دیر آید درست آید کے مقولہ کے مطابق آنے والی ہے۔ اس کے علاوہ ہم میں اور ان میں

ایک اور فرق

بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر جرمنی نے ترقی کی تو صرف جرمن قوم کو اس نے عروج پر پہنچایا۔ اگر اٹلی نے ترقی کی تو صرف اٹلی کی قوم کو اس نے عزت کا مستحق بنایا اور اگر جاپان نے ترقی کی تو صرف جاپانیوں کو اس نے معراج کمال تک پہنچایا۔ لیکن اگر ہماری کوششوں کو اللہ تعالیٰ بار آور فرمائے۔ تو وہ صرف ہمیں ہی نہیں۔ بلکہ ساری دنیا کو فائدہ پہنچائیں گی اور ہماری فتح جسموں پر نہیں۔ بلکہ دلوں پر ہوگی اور ہماری فتح انسانوں پر نہیں بلکہ فرشتوں پر ہوگی۔ بلکہ اگر بے ادبی نہ ہو تو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا خدا بھی ہمارے

شکسپیر ہند آغا حشر کاشمیری مرحوم کی واحد یادگار
ماہوار رسالہ
حشر
ہر ماہ!
تازہ ترین فلمی واقعات۔ آغا حشر کے غیر مطبوعہ ڈرامے۔ دلچسپ افسانے دلکش نظمیں۔ دیدہ زیب تصاویر بے لاگ فلمی تنقیدیں۔ اصلاح سخن کے نادر نمونے
۸۴ صفحات۔ ۶ صفحات آرٹ پیپر پر تصاویر
ہندوستان کا پہلا ماہانہ جس کے متعلق ۵۰ مشہور و معروف رسائل و اخبارات نے تعریفی نوٹ لکھے ہیں
سالانہ چندہ صرف دس آنے ۱۰/-
یہ زبردست پیشکش صرف ایک ماہ کیلئے ہے۔ دراصل باذوق اصحاب تک آغا حشر مرحوم کا پیغام پہنچانے اور زبان اردو کی ترقی اشاعت کیلئے یہ رسالہ تقریباً بالکل **مفت** دیا جا رہا ہے۔ صرف ضروری اخراجات کیلئے صرف دس آنے بذریعہ منی آرڈر یا ٹکٹ ارسال کریں۔ یہ نایاب ادبی تحفہ باقاعدہ ایک سال تک آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہیگا۔ برما کے لئے چندہ ایک روپیہ۔ دیگر ممالک غیر کیلئے ایک روپیہ آٹھ آنے۔ نمونہ کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔
وی پی منگوانے سے چار آنے زائد خرچ ہونگے
مینیجر رسالہ "حشر" جالندھر شہر (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبضہ میں آجائے گا۔ پس ہماری کوششوں کے نتائج بہت اہم ہیں اور ہماری ذمہ داریاں بہت وسیع ہیں۔ اور ہماری منزل بہت دور ہے۔ کئی بیوقوف نوجوان ہیں جو کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ جاپان نے تیس سال میں ترقی کرلی۔ اٹلی نے بیس سال میں ترقی کرلی۔ جرمنی نے دس سال میں ترقی کرلی مگر ہم نے ان کے مقابلے میں کچھ بھی ترقی حاصل نہیں کی۔ وہ بیوقوف یہ نہیں جانتے کہ وہاں قوم کی قوم ایک مقصد کے لئے کھڑی تھی۔ اور یہاں صرف ایک آدمی سے جدوجہد شروع ہوئی۔ جاپان نے جب دوڑ شروع کی تو اس نے چار کروڑ لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر دوڑ لگائی اور تیس سال کی جدوجہد کے بعد اس نے چار کروڑ کو چھ کروڑ بنا دیا۔ اٹلی نے جب دوڑ شروع کی تو اس نے چار پانچ کروڑ لوگوں کو ساتھ لے کر دوڑ شروع کی۔ اور بیس سال کے عرصہ کے بعد انہیں چار سے پانچ کروڑ یا پانچ سے چھ کروڑ بنا دیا۔ اسی طرح جرمنی نے جب دوڑ شروع کی تو ۷ کروڑ لوگوں کے ساتھ شروع کی اور دس سال کے بعد انہیں آٹھ کروڑ بنا دیا۔ گویا وہ اس جدوجہد میں صرف چودہ فیصدی سے لے کر پچاس فی صدی تک بڑھے۔ حالانکہ کروڑوں لوگ ایک ہی مقصد اور ایک ہی مدعا کو لے کر کھڑے ہوئے تھے۔ اس کے مقابلہ میں کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہماری دوڑ صرف ایک شخص سے شروع ہوئی۔ ایک شخص نے قادیان میں کھڑے ہو کر جو تمام متمدن دنیا سے الگ ایک گوشہ میں پڑا ہوا گاؤں تھا۔

ساری دنیا کے مقابلہ میں لڑائی

شروع کردی۔ اور پھر وہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک، کہ پہلے وہ ایک تھا۔ مگر آج کئی لاکھ آدمی اس کے ساتھ ہیں پس اٹلی اور جرمنی اور جاپان نے پچاس فیصدی ترقی کی۔ لیکن یہاں ایک سے کئی لاکھ بن گئے۔ اب پچاس فی صدی اور لاکھ فیصدی میں بھلا کوئی بھی نسبت ہے۔ پھر جس جس میدان میں قربانی کی ضرورت تھی۔ ان تمام میدانوں میں جماعت احمدیہ نے قربانی کی۔ پس ہماری جماعت نے بھی حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ لیکن چونکہ ہماری جدوجہد کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس لئے گو ہماری موجودہ کامیابی بھی بہت بڑی ہے۔ مگر ہمارا اصل مقصد ابھی دور ہے۔ اور گو وہ دیر میں آنے والا ہے۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اسکے مقابلہ میں تمام دنیا کی فتوحات بھی ہیچ ہیں۔ کیونکہ اس کا دائرہ بہت وسیع اور اس کا حلقہء اثر عالمگیر ہے۔

چوتھا سبق رمضان سے ہمیں یہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ

کوئی بڑی کامیابی بغیر دعا کے حاصل نہیں ہوسکتی

بالخصوص دین میں تو کوئی کامیابی اسوقت تک حاصل نہیں ہوسکتی۔ جب تک دعا نہ کی جائے۔ دنیا دعا کے بغیر حاصل ہو جائے تو ہو جائے۔ دین حاصل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ دنیوی کامیابیوں کے لئے بھی عملی دعا ضروری ہوتی ہے۔ جسے دوسرے لفظوں میں قوت ارادی کہتے ہیں۔ قوت ارادی اور عزم دراصل دعا ہی کا ایک نام ہے۔ دعا کیا ہے۔ اپنے عزم اور ارادہ کا لفظوں میں اظہار بہرحال کوئی دینی جماعت دعا کے بغیر ترقی نہیں کرسکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں روزوں کے احکام کے ذکر میں ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اُجیب دعوۃ الداع اذا دعانِ

جب مومن روزے رکھیں قربانیاں کریں۔ اور استقلال سے قربانیاں کرتے چلے جائیں۔ اور اسکے بعد دعاؤں سے کام لیں۔ تو وہ دعا خالی نہیں جاتی بلکہ ضرور ان کو ان کے مقاصد میں کامیاب کرتی ہے۔ گویا فرمایا جب استقلال اور قربانیوں کے بعد دعا کریں گے۔ تب ان کی دعا سنی جائے گی۔ یونہی نہیں گویا اللہ تعالےٰ نے استقلال قربانیوں اور دعا کو لازم وملزوم قرار دیا ہے۔ بغیر دعا کے استقلال کے ساتھ قربانی کرنا دینی عالم میں ہیچ ہے اور بغیر استقلال والی قربانیوں کے دعا انسان کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی۔ وہ فرماتا ہے۔ اجیب دعوۃ الداع جو اس رنگ میں دعا کرنے والے ہوں۔ میں ان کی دعاؤں کو سنا کرتا ہوں۔ یعنی جو استقلال کے ساتھ قربانیاں کریں اور پھر کرتے چلے جائیں اور اللہ تعالےٰ سے اپنی کامیابی کے لئے دعائیں بھی کریں۔ ان کی دعا ضرور قبول ہو کر رہتی ہے۔ بعض لوگ غلطی سے اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ اور وہ حیران ہوتے ہیں۔ کہ جب خدا کا یہ وعدہ ہے۔ تو پھر ان کی بعض دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں۔ مگر یہ استدلال درست نہیں۔ اسجگہ تمام دعاؤں کی قبولیت کا خدا تعالےٰ نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا ہے۔ اجیب دعوۃ الداع میں اس دعا کرنے والوں کی دعا سنتا ہوں۔ جس کا ذکر اوپر ہوا ہے اور اس سے پہلے رمضان اور روزوں کا ذکر ہے۔ جو استقلال سے خدا تعالےٰ کی راہ میں قربانیاں کرنے کا سبق دیتا ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے جن کا اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ کوئی شخص دعا کرے تو اسکی دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی مجھے مقدس سے مقدس مقام میں بھی کھڑا کردے

صرف دس آنہ میں
سال بھر رسالہ تندرستی حاصل کیجئے
زبردست رعائتی اعلان
مفصل حالات کے لئے نمونہ
مفت
منیجر رسالہ تندرستی جالندھر شہر پنجاب

(۷)

ایک زبردست شہادت

جناب چوہدری ہدایت اللہ خان صاحب احمدی نمبردار چک ۲۵ ڈاک خانہ چک ۳۳ ضلع سرگودھا تحریر فرماتے ہیں۔
کہ میں نے آپ کی دوا بنام مسرت منگا کر اپنی بیوی کو استعمال کرائی تھی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے مورخہ ۱۲ کو لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔
جن میری بہنوں کو صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہوں۔ ان کو میری خاندانی مجرب دوا **مسرت** منگا کر استعمال کرنی چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالےٰ خدا کے فضل وکرم سے لڑکا ہی پیدا ہوگا۔

قیمت مکمل کورس پانچ روپے محصول ۸/

میری ایک اور دوا بنام راحت بہنوں کی جملہ امراض ماہواری بیقاعدگی بندش۔ درد آنا۔ کمر درد۔ قبض دل کی دھڑکن۔ کمی خون کے لئے حیرت انگیز اثر کرنے والی دوا ہے منگا کر فائدہ اٹھائیں۔ **قیمت معہ محصول ۱/۴**

ملنے کا پتہ
ایچ نجم النساء بیگم احمدی بنگلہ ۹۷ میو روڈ لاہور

نوٹ:۔ واضح رہے کہ میرا سابقہ پتہ شاہدرہ کا تھا۔ اب میو روڈ لاہور ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو میں وہاں کھڑا ہو کر یہ قسم کھانے کے لئے تیار ہوں۔ کہ اس قسم کی دعا ہرگز رد نہیں ہوتی۔ کوئی قوم جو خدا تعالیٰ کے لئے مستقل قربانیاں کرنے کے ارادہ سے کھڑی ہو جائے اور پھر قربانیاں کرتی چلی جائے اور دعا سے بھی کام لے وہ ضرور کامیاب ہو جاتی ہے۔ سابق انبیاء علیہم السلام کی جماعت کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ کیا دنیا میں کوئی بھی نبی ایسا گذرا ہے جو ناکام ہوا ہو۔ تاریخ سے کوئی ایک نبی بھی ایسا ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ جو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا۔ دعویٰ نبوت کرنے کے بعد ناکام وہی رہا ہو گا جس نے جھوٹا دعویٰ کیا ہو گا۔ سچا دعویٰ نبوت کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوا۔ یہ الگ امر ہے کہ کامیابی جلد آئے یا دیر سے

بہر حال

سچے نبی کو کامیابی ہوتی ضرور ہے

اور پھر وہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور ان کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھتا ہے۔ تم نے دیکھا۔ کہ گذشتہ سالوں میں جماعت پر کیسے کیسے فتنے آئے ہر دفعہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ اب یہ سلسلہ مٹ جائے گا مگر ہر دفعہ تم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کی معجزانہ رنگ میں حفاظت کی اور کوئی دن ایسا نہیں چڑھا۔ جس میں پہلے سے زیادہ جماعت نے ترقی نہیں کی۔ مختلف ممالک میں احمدیت پھیلتی جا رہی ہے اور اسی طرح پھیلتی پھیلتی انشاء اللہ ساری دنیا کو ایک دن ادھر کھینچ لائے گی۔ یہ چوتھا سبق جو رمضان سے حاصل ہوتا ہے اس کا تعلق بھی تحریک جدید کے ساتھ ہے۔ کیونکہ میں نے انیسواں مطالبہ یہی رکھا ہے کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ سلسلہ کو ترقی دے۔ دعا کے بغیر ہماری قربانیوں کے وہ نتائج پیدا نہیں ہو سکتے جو ہم دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔ کیونکہ ان نتائج کا پیدا کرنا ہمارے اختیار میں نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ایک ملک جو بارش کا محتاج ہو۔ تم اگر محنت کر کے اس کی زمین میں ہل بھی چلا دو۔ عمدہ بیج بھی ڈال دو۔ لیکن آسمان سے بارش نہ اترے۔ تو تمہاری محنت کیا نتیجہ پیدا کر سکتی ہے

اسی طرح جس نتیجہ کے ہم امیدوار ہیں وہ آسمانی بارش چاہتا ہے اور وہ آسمانی بارش دعاؤں سے ہی نازل ہو سکتی ہے۔ پس رمضان میں نازل ہو سکتی ہے۔ پس رمضان میں تحریک جدید سے اور تحریک جدید میں رمضان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ یہ چار بڑی بڑی مناسبتیں رمضان کی تحریک جدید سے ہیں اور یہ چار مناسبتیں تحریک جدید کی رمضان سے ہیں۔ پس اگر تم رمضان سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ تو

تحریک جدید پر عمل کرو

اور اگر تحریک جدید کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہو تو روزوں سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھاؤ تحریک جدید یہی ہے کہ سادہ زندگی بسر کرو اور محنت و مشقت اور قربانی کا اپنے آپ کو عادی بناؤ اور یہی سبق رمضان تمہیں سکھانے آتا ہے۔ پس جس غرض کے لئے رمضان آیا ہے۔ اس غرض کے حاصل کرنے کی جدوجہد کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی زندگی ایسی طرز میں گذار دو کہ رمضان کا آنا نہ آنا تمہارے لئے برابر ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے ملک میں روزے خوید کا کام دیتے ہیں جس طرح گھوڑے کو خوید دی جاتی ہے جس سے وہ موٹا ہو جاتا ہے

اسی طرح رمضان میں بعض لوگ غذا کا خاص اہتمام رکھتے ہیں رات دن گھی اور پراٹھے کھاتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روزے رکھ کر وہ پہلے سے بھی موٹے ہو جاتے ہیں۔ یہ طریق دراصل اس روح کے خلاف ہے جس کو پیدا کرنے کے لئے روزے مقرر کئے گئے ہیں۔ پس ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیئے کہ رمضان تحریک جدید والا ہو اور تحریک جدید رمضان والی ہو۔ رمضان ہمارے نفس کو مارنے والا ہو اور تحریک جدید ہماری روح کو تازگی بخشنے والی ہو۔ پس جب میں نے کہا کہ

رمضان سے فائدہ اٹھاؤ

تو دراصل میں نے تمہیں یہ سمجھایا ہے کہ تم تحریک جدید کے اغراض اور مقاصد کو رمضان کی روشنی میں سمجھو اور جب میں نے کہا کہ تحریک جدید کی طرف توجہ کرو تو دوسرے لفظوں میں میں نے تمہیں یہ کہا ہے کہ تم ہر حالت میں رمضان کی کیفیت اپنے پر وارد رکھو اور صحیح قربانی اور مسلسل قربانی کی اپنے اندر عادت ڈالو۔ جو رمضان بغیر کسی قربانی کے گذر جاتا ہے وہ رمضان نہیں۔ اور جو تحریک جدید بغیر روح کی تازگی کے گذر جاتی ہے وہ تحریک جدید نہیں

اگر کوئی شخص سالہا سال سے قربانیاں کر رہا ہے۔ مگر اس کے اندر بشاشت ایمانی پیدا نہیں ہوئی۔ تو اس کی روح کو اس کی قربانیوں کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ وہ محض بیر پھوڑنے والی بات ہے اور کچھ نہیں۔

اب پھر وہ وقت آ گیا ہے۔ جب کہ تحریک جدید کے پانچویں سال کی مجھے تحریک کرنی چاہیئے مگر اس وقت میں صرف اصولی رنگ میں اس طرف توجہ دلا دیتا ہوں۔ آج میں نے چاہا۔ کہ تمہیں

تحریک جدید کے اصول

کی طرف توجہ دلا دوں اور بتا دوں کہ بغیر ان اصول کو اختیار رکھنے وہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔ جن فوائد کو حاصل کرنے کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں دراصل جب تک انسان کسی امر کی حکمت سے واقف نہیں ہوتا اس وقت تک باوجود اس کے کہ اس کا کام اچھا ہو اچھے نتائج پیدا نہیں ہوا کرتے۔ اب نماز روزہ زکوٰۃ۔ حج سب کام اچھے ہیں اور سب مومن ان احکام کو بجا لاتے ہیں مگر سارے یکساں فائدہ نہیں اٹھاتے سارے وہ کی نمازیں وہ نتیجہ پیدا نہیں کرتیں جو نماز وں سے مقصود ہے نہ سارے وں کے روزے وہ نتیجہ پیدا کرتے ہیں جو روزوں کا

امرت دھارا
آپ کے گھر کا حکیم

دافع امراض جراثیم
زخم چوٹ کا علاج
تمام قسم کے دردوں کا قاتل
آئے دن ہونے والی کل امراض کے لئے تیر بہدف
سب اچھی دوکانوں سے ملتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقصود ہے اور نہ ساروں کی زکوتیں وہ نتیجہ پیدا کرتی ہیں جو زکوٰۃ کا مقصد ہے بعض لوگ بہت زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر ان کا نتیجہ بہت کم نکلتا ہے اور بعض لوگ تھوڑا چندہ دیتے ہیں مگر نتیجہ بہت زیادہ نکلتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مسجد میں بعض لوگوں کی یہ آواز سنی کہ ابوبکر رضؓ کو ہم پر کونسی زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ جیسے نیکی کے کام وہ کرتے ہیں۔ اسی طرح نیکی کے کام ہم کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا۔ اسے لوگو ابوبکر رضؓ کو فضیلت نماز اور روزہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس نیکی کی وجہ سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔ یہی نماز روزہ حج اور زکوٰۃ کی بظاہر ایک ہی شکل ہے اور جس طرح ایک شخص ان احکام پر عمل کرتا ہے اسی طرح دوسرا عمل کرتا ہے مگر نتیجہ جو مرتب ہوتی ہے۔ وہ نتائج کو بدل کر کہیں کا کہیں لے جاتی ہے اسی طرح نماز روزہ کا فائدہ ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق اٹھاتا ہے۔ ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور اسے نماز کا بدلہ بھی مل جاتا ہے لیکن اگر اس کے دل کا ظرف چھوٹا ہے تو جتنا نور اس کے دل میں سما سکتا ہے اتنا سما جائیگا اور باقی بہہ کر ضائع ہو جائیگا۔ جیسے اگر کوئی ساقی دودھ تقسیم کر رہا ہو اور اس کے ہاتھ میں ایک گلاس ہو جس کے مطابق اس نے سب کو یکساں دودھ دینا ہو تو وہ شخص جس کے پاس بڑا کٹورا ہوگا وہ تمام دودھ کٹورے میں ڈال لیگا اور پھر بھی اس کا کٹورا کچھ خالی رہیگا۔ دوسرے کے پاس فرض کرو اتنا ہی پیالہ ہے جتنے میں گلاس بھر دودھ سما سکتا ہے تو جب وہ دودھ پیالہ میں ڈلوائیگا تو گو اس کا پیالہ بھر جائیگا مگر اور دودھ کے لئے اس کے پاس کوئی گنجائش نہیں رہیگی اسی طرح اگر کسی کے پاس تین چوتھائی جگہ ہوگی تو ¾ حصہ تو پڑ جائیگا مگر باقی چوتھائی ادہر ادہر کناروں سے بہہ جائیگا اور اگر کسی کے پاس نصف گلاس دودھ کی گنجائش ہے تو نصف گلاس دودھ لے لیگا اور باقی دودھ زمین پر گر جائیگا اور اگر کسی کے پاس

بہت چھوٹی سی کٹوری ہے تو اس میں چند گھونٹ دودھ پڑ جائیگا اور باقی ضائع ہو جائیگا۔ اسی طرح بے شک نماز یکساں فائدہ لاتی ہے روزہ یکساں فائدہ لاتا ہے حج اور زکوٰۃ یکساں فائدہ لاتے ہیں لیکن اگر کسی کا ظرف چھوٹا ہو اور دل ان انوار کو نہ سمیٹ سکے جو نماز روزہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترتے ہیں تو وہ ضائع چلے جاتیں گے۔

تو خدا تعالیٰ کے انعامات کا حصول

بھی ظرف کے مطابق ہوتا ہے۔ جتنا ظرف کوئی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہے اتنی چیز اس کے ظرف میں پڑ جاتی ہے اور جو زائد ہوتی ہے وہ بہہ جاتی ہے یہ ظرف کی وسعت اور تنگی حکمت کو سمجھنے اور جڑ کو پکڑنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ جیسے جیسے انسان احکام کی حکمت سمجھتا جاتا ہے اس کے دل کا پیالہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور جتنا جتنا وہ احکام کی جڑ کو پکڑتا ہے اتنا ہی اس کے پیالہ میں مضبوطی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ گویا پیالے کی وسعت حکمت کے سمجھنے اور اس کی مضبوطی جڑ کو پکڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ حکمت کے سمجھنے سے ظرف وسیع ہوتا ہے اور جڑ کے پکڑنے سے اس میں دوام اور استقلال پیدا ہو جاتا ہے۔ جو لوگ احکام کی جڑ کو پکڑ لیتے اور حکمت کو سمجھ لیتے ہیں ان کی علامت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ

واعظوں کے وعظ سے مستغنی

ہو جاتے ہیں۔ انہیں ضرورت نہیں ہوتی کہ واعظ آئیں اور انہیں جگائیں یا حادثات آئیں تو انہیں بیدار کریں وہ بغیر واعظوں کے جگانے کے خود ہی ہشیار ہوتے ہیں اور بغیر حادثات کے بیدار کرنے کے خود ہی بیدار ہوتے ہیں تو حکمتوں کو جاننا اور جڑ کو پکڑنا کامیابی کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے۔ جب تک انسان کسی کام کی حکمت نہیں سمجھتا اس کے دل میں بشاشت پیدا نہیں ہوتی اور جب تک بشاشت پیدا نہیں ہوتی۔ اس وقت تک انسان اللہ تعالیٰ کے انوار کو جذب بھی نہیں کر سکتا

بشاشت دراصل بھوک کا نام ہے

اب اگر کسی کا معدہ ضعیف ہو۔ اور اس کے سامنے بہت سا کھانا رکھا ہوا ہو تو چونکہ اس کے اندر کھانے کے لئے بشاشت نہیں ہوگی۔ اس لئے خواہ اس کے سامنے دو چار سیر کھانا پڑا ہوا ہو جب کھانے لگیگا۔ چند لقمے کھا کر ہاتھ کھینچ لے گا۔ لیکن ایک دوسرا شخص جسے بھوک لگی ہوئی ہو۔ اس کے سامنے خواہ تھوڑا ہی کھانا پڑا ہوا ہو۔ سب کھانا اس کے پیٹ میں چلا جائیگا۔ اگر پاؤ پڑا ہوا ہوگا تو پاؤ ہی کھا جائیگا اور اگر ڈیڑھ پاؤ پڑا ہو۔ تو ڈیڑھ پاؤ کھا جائے گا۔ لیکن دوسرے شخص کے سامنے اگر دو سیر بھی کھانا پڑا ہوا ہوگا۔ تو وہ چند لقموں سے زیادہ کھانا نہیں کھا سکے گا۔ اور اگر زیادہ کھائیگا تو اسے قے آجائے گی۔ اور پہلا کھانا بھی اس کے اندر سے نکل جائیگا۔ تو حکمتوں کے جاننے کے ساتھ بشاشت اور رغبت پیدا ہوتی اور اس طرح روحانی لحاظ سے ایسی بھوک پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے معنوی طور پر انسان کا ظرف بڑا ہو جاتا ہے۔ جس طرح انسان کو جتنی زیادہ بھوک لگتی چلی جاتی ہے اتنا ہی اس کا معدہ بڑھتا چلا جاتا ہے اسی طرح جن لوگوں کے اندر بشاشت ایمانی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کا دل وسیع ہو جاتا اور اس میں ربڑ کی سی لچک پیدا ہو جاتی ہے اور جتنا زیادہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ملتا جاتا ہے اتنا زیادہ اس کا دل پھیلتا چلا جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے انوار کو جذب کرتا چلا جاتا ہے اور جڑ کو پکڑ لینا ایسا ہی ہے جیسے کسی تھیلی میں کوئی چیز ڈال کر اوپر سے تسمہ باندھ لیا جائے۔ اس طرح نیکی میں دوام پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس دوام کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے ساتھ انسان ایسا تعلق پیدا کر لیتا ہے کہ پھر اس کا قدم کبھی لڑکھڑاتا نہیں۔

پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ جب بھی ہم دین کی طرف توجہ کریں تو ان دو رستوں کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ جب تک

بشاشت ایمانی

ہمیں حاصل نہیں۔ اور جب تک ہم احکام کی جڑ کو نہیں پکڑتے اس وقت تک نہ نیکیوں میں دوام پیدا ہو سکتا ہے اور نہ قربانیوں کے نیک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں بے شک کچھ فضل ضرور نازل ہونگے مگر وہ اتنے اہم نہیں ہونگے کیونکہ خدا تعالیٰ تو انعامات دیگا۔ لیکن ظرف چھوٹا ہوگا اور اس وجہ سے انعامات سے انسان پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکیگا۔ جیسے اگر کوئی میزبان مہمان کے سامنے کھانا رکھے۔ تو اب یہ مہمان کا کام ہے کہ وہ کھانا کھائے لیکن اگر اسے پیٹ درد شروع ہو جائے یا متلی ہو جائے تو وہ کس طرح کھا سکتا ہے۔ پس بے شک جب ہم نمازیں پڑھتے ہیں جب ہم روزے رکھتے ہیں جب ہم زکوٰتیں دیتے ہیں۔ جب ہم توفیق ملنے پر حج کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے فضل بھی نازل ہوتے ہیں مگر چونکہ دل چھوٹا ہوتا ہے اسلئے وہ فضل ادہر ادہر بہہ جاتے ہیں یعنی اور لوگ تو اس کے فائدہ اٹھا لیتے ہیں

آرائش جمال باتصویر

(محترمہ وزیر بیگم ضیا ادیب فاضل ایڈیٹر عزازی لیلیٰ کی انوکھی تالیف)
اس کتاب میں عورتوں کے سنگھار اور جسمانی آرائش کے تمام مشرقی و مغربی طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ دو درجن فوٹو کی خوبصورت تصاویر کے علاوہ زنانہ ضروریات و دو سو مجرب نسخے جو معمولی لاگت پر گھر میں تیار ہو سکے ہیں بتائے گئے ہیں۔ کتاب کی خوبی کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ (۱) ملک کے مشہور ڈاکٹر کرنل بھولا ناتھ صاحب آنی ایم۔ ایس۔ سی آئی ای نے کتاب کی نظر ثانی کی ہے اور ایک طویل علمی دیباچہ بھی لکھا ہے۔ (۲) فخر نسوان محترمہ بیگم صاحبہ شاہنواز ممبر گول میز کانفرنس (لنڈن) نے اس کتاب پر تعارفی نوٹ لکھا ہے۔ ہر دوشیزہ بی بی کو چاہئے کہ اپنے پیارے شوہر کو خوش رکھنے کیلئے آرائش جمال کے مطالعہ سے عملی فائدہ اٹھائے۔
قیمت مجلد دو روپے آٹھ آنہ بلا جلد دو روپیہ علاوہ محصول
کتب خانہ لطف زندگی قاضی خانہ موچی گیٹ لاہور

کمزور مردوں اور بوڑھوں کا زندگانی
جام شباب
یونانی فارمیسی رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا جالندھر کینٹ

پائیلیکس کیا ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر ہمارے اپنے نفس فائدہ اٹھانے سے محروم رہتے ہیں۔ لیکن جب ہمارے اندر بشاشت ہو تو ہمارا ظرف وسیع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور پھر جسقدر فضل اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوتے چلے جاتے ہیں ان تمام فضلوں کو ہمارا دل جاذب کرتا چلا جاتا ہے۔ بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ فضلوں کا اللہ تعالےٰ سے مطالبہ کرنے لگ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ خدایا مجھے اور دے اور جب خدا تعالےٰ اور فضل نازل کرتا ہے۔ تو وہ اس کو بھی سمیٹ لیتا ہے اور کہتا ہے۔ خدایا اور دے۔ اور چونکہ وہ احکام کی حکمتوں کو ساتھ ساتھ سمجھتا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا دل وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے تمام فضلوں کو سمیٹ لیتا ہے۔ گویا جس شخص کے اندر بشاشتِ ایمانی نہیں اس کے لئے اللہ تعالےٰ کے فضل ایسے ہی ہیں۔ جیسے امتلاء کے مریض کے منہ میں روٹی ڈال دی جائے اور اسے قے ہو جائے۔ لیکن جس شخص کے دل میں بشاشتِ ایمانی موجود ہے۔ اسکے لئے خدا تعالےٰ کے فضل ایسے ہی ہیں جیسے ہائیڈرو کلورک ایسڈ کی ایک ڈوز یا چورن کی ایک چٹکی۔ اب چورن کی چٹکی بھوک بڑھایا کرتی ہے۔ گھٹایا نہیں کرتی۔ اسی طرح جس شخص کے دل میں بشاشت ہوتی ہے۔ اسکے اعمال اس کے لئے چورن بنتے چلے جاتے ہیں۔ مگر جس شخص کے دل میں بشاشت نہیں ہوتی۔ اس پر خدا تعالےٰ کے فضل ایسے ہی آتے ہیں۔ جیسے امتلاء کے مریض کو کوئی شخص روٹی دے دے ایسے مریض کی روٹی کے کھانے سے بھوک بڑھتی نہیں بلکہ متلی ہو جاتی اور پہلا کھایا پیا بھی باہر آجاتا ہے۔ پس اپنے اندر بشاشتِ ایمانی پیدا کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں اور اس کے انعامات کو اپنے دلوں میں زیادہ سے زیادہ جذب کرنے کے لئے تیار رہو۔ اگر تم دیکھتے ہو کہ تم نے پچھلے سال قربانیاں بھی کیں تم نے نمازیں بھی پڑھیں۔ تم نے روزے بھی رکھے۔ تم نے چندے بھی دئے۔ تم نے حج بھی کیا۔ تم نے زکوٰۃ بھی دی۔ لیکن باوجود ان تمام نیکیوں کے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ تو یقیناً تمہیں

امتلا کی تکلیف

ہے۔ اور تم میں بشاشتِ ایمانی نہیں۔ تبھی تمہارا دل سکڑ جاتا ہے۔ اور اسی سکڑنے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی رحمت اپنے کمال کے ساتھ تم پر نازل نہیں ہوتی۔ اور جو نازل ہوتی ہے۔ وہ تمہارے انگ نہیں لگتی۔ لیکن اگر تمہارے اندر بشاشت پیدا ہو جائے تو پھر جتنی زیادہ وہ بشاشت ہوتی چلی جائیگی اتنا ہی تمہارا دل وسیع ہوتا چلا جائے گا۔ اور پھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو فضل نازل ہونگے۔ وہ تمہارے انگ بھی لگیں گے اور تمہیں اپنی نیکیوں کا صریح فائدہ بھی دکھائی دینے لگ جائے گا۔

چونکہ اب تین بج چکے ہیں۔ اسلئے میں خطبہ کو اسی پر ختم کرتا ہوں۔ اس مضمون کا کچھ حصہ ابھی باقی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو اگلے جمعہ بیان کر دونگا۔ مگر اسوقت میں دوستوں کو پھر اس امر کی طرف توجہ دلا دیتا ہوں کہ ہم لوگوں نے

گزشتہ سالوں میں بڑی بڑی قربانیاں

کی ہیں۔ لیکن چونکہ ابھی ہماری جدوجہد کا زمانہ ختم نہیں ہوا۔ اس لئے ان قربانیوں کے بعد ہماری حالت اس عورت کی طرح نہیں ہونی چاہئے جس کے متعلق قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ کہ وہ سوت کاتتی اور پھر اسے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی۔ کہ نہ ان ٹکڑوں کا اسے خود کوئی فائدہ ہوتا۔ اور نہ دوسرے لوگ ان سے کسی قسم کا فائدہ اٹھا سکتے۔ اور ہمیں اللہ تعالےٰ سے دعا بھی کرنی چاہئے کہ ہماری گزشتہ قربانیاں ہمارے لئے سستی کا موجب نہ ہوں۔ بلکہ زیادہ چستی اور زیادہ بیداری پیدا کرنے کا موجب ہوں۔ تا پچھلی قربانیوں کے نتائج سے بھی ہم فائدہ اٹھا سکیں اور آئندہ کی برکات بھی ہمیں حاصل ہوں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

کرسمس اور نوروز کی تعطیلات کے لئے رعائتی کرایہ

کرسمس اور نوروز کی تعطیلات کے لئے واپسی ٹکٹ جو ۱۶ر جنوری ۱۹۳۹ء تک کارآمد ہونگے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۱۴ر دسمبر سے ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۸ء تک حسب ذیل شرح کرایہ پر فروخت کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ ایک طرف کے سفر کی مسافت ۱۰۰ میل سے زیادہ ہو۔ یا ۱۰۰ میل کا رعائتی کرایہ ادا کیا جائے:-

درجہ اوّل و دوم .... ۱⅓ کرایہ

درمیانہ و سوم .... ۱½ کرایہ

چیف کمرشل مینیجر لاہور

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:- غلام نبی